ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کرنیوالا اکیلا اخبار (رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۱۷ء)

نور

۱۷- مارچ ۱۹۱۵ء

ضوابط

(۱) عوام سے (سے) شش ماہی عا

(۲) امرائے عظام سے امتیازی قیمت

پانچ روپیہ (صہ)

(۳) سالانہ جو کچھ عطا کریں وہ

مطبعہ تصور ہوگا اور ایسے حضرات

کے اسمائے گرامی سرپرستان

اخبار کی فہرست میں

درج ہوں گے

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب

پر اس کی فضیلت بیان کرنا

(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کے منور چہرہ سے

بدلایل عقلی و نقلی دور کرنا

(۳) تاج برطانیہ کی خیر خواہی۔

KHILAFAT LIBRARY

جلد (۶) | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ ووو ان! | نمبر (۱۸)

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیارے محمود کے پیارے حالات

جب اچانک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ مبارک ہم لوگوں کے سروں سے اٹھ گیا تو اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے حضرت مولٰنا مولوی نورالدین کو بطور خلیفۃ المسیح کے ہم پر مامور فرمایا۔ جنہوں نے کمال دانائی اور احسن طریقہ سے جماعت کو سنبھالا۔ انکے اخلاق حمیدہ اور صفات ستودہ کے متعلق میں اپنے پچھلے مارچ کے پرچہ میں ایک ۱۲ صفحہ کا لیڈر لکھ چکا ہوں۔ ان کی یاد ہر وقت جماعت کے ہر ایک فرد میں تازہ ہے، احمدی تو احمدی غیر احمدی بھی آپ کے گرویدہ۔ اور ہند و آپ پر دل وجان سے نثار تھے۔ وہ کونسا بشر ہوگا جسے ایک دو دفعہ بھی حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا ہو اور وہ دل وجان سے عاشق نہ ہوگیا ہو۔ جب آپکا سایہ ہمارے سروں سے اٹھا۔ تو اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل وجود سے صاحبزادہ صاحب حضرت میاں محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ کو ہمپر خلیفۃ المسیح کے رنگ میں مسلط فرمایا۔ اس وقت احمدی تو احمدی غیر احمدی بھی کو چھوڑ ہندو اور غیر مسلم احباب بھی اس امر سے واقف ہیں کہ ہماری جماعت میں ایک طوفان عظیم آیا۔ جسکے جوار بھاٹا نے بعضوں کو کہیں کا کہیں جا پھینکا۔ جماعت حواس باختہ سی ہوگئی۔ مگر ایسی حالت میں جس دریا مگی اور بہادری کیساتھ اس جری اللہ نے جماعت کو سنبھالا وہ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک یادگار عظیم رہے آنیوالے زمانہ کی نسلیں اس واقعہ عظیمہ کو بطور یادگار کے سنائینگی۔ اور لاکھ لاکھ درود اور سلام بھیجینگے۔ اس جری اللہ کو جس نے کمال دلیری اور بہادری سے بہتی ہوئی جماعت کو منجدھار سے پکڑ کر کنارے پر لاکھڑا کیا۔ ہماری جماعت میں زلزلہ آیا اور خوب آیا۔ مینہ برسا اور زور سے برسا۔ اندھی چلی اور بے تحاشہ چلی مگر اس اندھی زلزلہ وغیرہ کے روکنے کیلئے پیارے محمود کا سایہ ایک آہنی دیوار کے رہا۔ جس نے نا طوفان کا اثر ہونے دیا اور نہ اندھی کو کچھ بگاڑنے دیا۔ بیشک پچھلے سال ہماری جماعت کے قدم قدم پر سخت ابتلاؤں کے گڑھے آئے۔ مگر اس پیارے جری اللہ نے ان گڑھوں سے جماعت کو ایسا بچایا۔ جسطرح اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف کو چاہ سے؟ اس سے پہلے قوم کا تمام روپیہ بڑی بڑی عمارتوں پر خرچ ہو رہا تھا۔ ہم عمارتوں کے نہ بنانے کے حق میں نہیں ہیں۔ مگر اول تبلیغ اور اشاعت اور اس کے بعد عمارتوں وغیرہ کا حق ہے سو حضور پرنور نے قوم کے روپے کو دو اعظین پر لگایا۔ اس وقت میرے خیال میں کم از کم سات آٹھ دو اعظین مختلف شہروں میں کام کر رہے ہونگے۔ ولایت میں بھی تبلیغ کا سلسلہ شروع ہے۔ مصر میں بھی اور ماریشس کو حال ہی میں ایک پریچر بھیجا گیا ہے۔

اچھوت اقوام میں تبلیغ راجپوتانہ میں رام سنگھ اور بھوپ سنگھ اسماء والے مسلمانوں کو دوبارہ مسلمان بنانا۔ یوپی سندھ میں نانک پنتھیوں میں اشاعت اسلام کے کام سے بھی حضور بیخبر نہیں ہیں۔

اس وقت آریہ صاحبان اور مسیح اصحاب نے اچھوت اقوام سے لاکھ ہا افراد کو اپنے میں ملالیا۔ مگر سوائے اسلام کے اور کسی مذہب میں قوت جاذبہ نہیں رہی اچھوت اقوام کے لوگ آریوں اور مسیحی لوگوں کے برتاؤ سے خوش نہیں اور نہ ان مذاہب میں اسلام جیسی قوت ہاضمہ ہے۔ اور علاوہ بریں راجپوتانہ میں آریوں اور عیسائیوں نے

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام حافظ مولوی مظفر الدین صاحب مالک و مہتمم چھپکر شیخ محمد یوسف کلرک قادیان سے شائع ہوا

جو جال پھیلا رکھا ہے۔ اور وہ جس تیزی اور تندی سے رام سنگھ اور فتح سنگھ اسماء والے مسلمانوں کو رام چندر اور فتح چند بنا رہے ہیں، وہ بھی مبصر لوگوں سے پوشیدہ نہیں انشاء اللہ تعالےٰ وہ زمانہ عنقریب آنے والا ہے۔ جب حضور پرنور کی توجہ سے اچھوت اقوام پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کرتی ہوئی پیاری مسیح کی شرن میں آوینگی وہ زمانہ سر پر ہے کہ حضرت اقدس کی توجہ سے رام سنگھ اور بھوپ سنگھ اسماء والے مسلمان دوبارہ مسلمان بنکر عبداللہ اور عبدالرحمن کے رنگ میں حقیقی اسلام سے بہرہ ور ہونگے۔ انشاء اللہ وہ زمانہ آیا چاہتا ہے۔ جب حضور پرنور کی دعاؤں اور توجہ سے سندھ اور یوپی کے نانک پنتھی اپنے پیارے گورو حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے راستہ پر قدم مار کر حضرت باوا صاحب کے ہم آہنگ ہو کر یہ پکارینگے

پاک پڑھیو کلمہ رب دا محمد نال ملائے
ہویا معشوق خدائیدا ہو باقل آلیہ

کہتے ہوئے باوا صاحب کی اس پیشگوئی سے کہ بٹالہ کی تحصیل میں خدا کا ایک عظیم الشان بھگت ہوگا کہ کبیر سے بھی بڑھ کر ہوگا اس ایشور کے پیارے اور خدا کے پیارے مسیح کا دامن پکڑ کر اس دنیا کی ازمائشوں سے پار ہو کر فتح و نصرت کے وارث بنیں گے

سمجھو کہ بفضل خدا اب اشاعت اسلام کا دروازہ وا ہو گیا حضرت اقدس خلیفہ دوئم کے عہد میں جن افضال سے جماعت بہرہ ور ہوئی ہے وہ کوئی لکی چھپی بات نہیں۔ ہماری مسجدیں مست ہو گئی ہیں۔ مگر اس خدا کے پیارے کی ہیجڑے نے سب کو بیدار کر دیا۔ اور قول الفصل تو آپ دوست ملاحظہ فرما ہی چکے ہیں کہ کیسی بے نظیر اور جامع کتاب ہے۔ جس نے بہت حد تک حقیقت سے پردہ اٹھا کر اس پیاری جماعت کے روشن چہرہ کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اس کے بعد حقیقت نبوۃ جیسی ۳۰۰ صفحات کی ضخیم کتاب لکھی جس کتاب نے ہماری جماعت میں پھر سے تازگی کی روح پھونک دی انشاء اللہ تعالےٰ ہم اپنے آئندہ ایشو میں اس بے نظیر کتاب پر مفصل ریویو کرینگے اور بہر حال اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس قدوس خیر خواہ نے جس سے بڑھ کر اور کوئی عمدہ خیر خواہ نہیں ہے نے ہمیں ایسا امام عطا فرمایا جس کے فضایل اور برکات سے جماعت ہر روز مالا مال ہو رہی ہے مثل مشہور ہے کہ جگ بیتی کی نسبت آپ بیتی زیادہ مزہ دیتی ہے اگر حضرت خلیفہ ثانی کا قدسی ہاتھ اس خاکسار کے سر پر نہ ہوتا تو خدا جانے دوستوں کی مہربانیاں اور ان کے پاؤں کی ٹھوکریں مجھے کہاں سے کہاں پہونچا دیتیں بعض مہربانوں نے اس خاکسار کو ابتلا کی بھٹی میں جھونکنے کیلئے ہر طرح جتن اور حیلے کئے۔ حضرت اقدس کے کان بھرے گئے۔ مگر خدا جب کسی کو منصب عظیم پر متعین فرماتا ہے تو اسکی فراست اور بصارت بھی غیر معمولی کر دیتا ہے۔

مجھے ایک معتبر دوست نے کہا کہ خاکسار کا ایک دیرینہ مہربان میری نسبت حضرت اقدس کو کچھ کہہ رہا تھا۔ تو حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اسے سب سے اول بیعت کرنے کی توفیق بخشی۔ جو قت نا ہماری جمعیت زیادہ تھی اور نہ کوئی لالچ یہ سن وہ بیچارہ اپنا سا منہ لیکر رہ گیا میں سچ کہتا ہوں کہ اگر حضرت اقدس کی نظر مجھ پر نہ ہوتی تو یقیناً یقیناً قادیان میں رہنا میرے لئے بہت ہی دوبھر اور مشکل تھا یہ حضور پرنور ہی کی مہربانی ہے کہ اس وقت محمد یوسف قادیان میں دندنا رہا ہے۔

اس کے علاوہ یہ حال ہی کا واقعہ ہے کہ جب حضور کو یہ معلوم ہوا کہ محمد یوسف ہندی اردو وغیرہ کے مفت ٹریکٹوں کی اشاعت کی وجہ سے بہت کچھ زیر بار ہو رہا ہے تو حضور نے از راہ کرم یک صد بیس روپیہ خاکسار کو عطا فرمایا۔ گو میرا پختہ ارادہ ہے کہ ذرا سی ہوش آنے پر انشاء اللہ تعالےٰ یہ روپیہ واپس کر دونگا۔ مگر حضور نے اس نیت سے نہیں دیئے انہوں نے تو اپنے ایک خادم کی دستگیری فرمائی ہے۔ غور کیجئے کہ ایک طرف دوستوں کو یہ لگائی بجھائی ہے کہ الامان اور دوسری طرف حضور اقدس کی یہ ذرہ نوازی اس سے بڑھ کر رحیم اور کریم اور اخلاق علوی کا نمونہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ یہ اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اور اسکا احسان ہے کہ ایسے ابتلے وقت میں خداوند تعالےٰ نے ایسا مبصر اور رحیم کریم انسان ہمیں امام بنایا جسکی ہر ادا ہمیں گرویدہ کرنیکے لئے کافی ہے۔ سبحان اللہ

ہائی سکول کے ہال کی تعمیر جو مدت سے رکی پڑی تھی۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ شاید یہ مدت تک اسی طرح ادھوری کی ادھوری ہی پڑی رہ گی۔ مگر خدا اپنے کام کا خود حامی و ناصر ہے یہ تو اسکا فضل ہے کہ وہ ہماری بہتری اور بہبودی کے لئے ہمیں اس میں ذریعہ کر لیتا ہے۔ ہال کا کام حضرت اقدس کی توجہ اور دعاؤں سے اپنے وقت سے پہلے پہلے ہی ختم ہو گیا۔

منارۃ المسیح کی تعمیر جیسی کچھ ضروری ہے وہ کوئی لکی چھپی بات نہیں اللہ تعالےٰ نے یہ کام حضرت خلیفۃ ثانی کے دست مبارک سے کروانا تھا۔ سو الحمد للہ کہ اسکی پہلی منزل ختم ہو گئی چھبیر پانچ وقت اللہ اکبر کا نعرہ گونجتا ہے یہ بھینی بھینی اور پیاری پیاری صدا تمام گاؤں کو اللہ اکبر کے نعرہ سے گونجا دیتی ہے۔ صبح کے وقت منارۃ المسیح سے جب موذن کی زبان سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوتا ہے تو اسکی آواز دور دور تک لوگوں کے دلوں کو مطہر اور پاکیزہ کرتی ہوئی گذر جاتی ہے اگر دوست توجہ اور ہمت سے کام لیں تو خدا کے فضل سے بہت جلد بقیہ حصہ بھی ختم ہو سکتا ہے۔ منارۃ المسیح کی تعمیر سے بڑھ کر اور کونسا نیکی کا کام ہو سکتا ہے

اشاعت اسلام اس سال ۷ ہزار روپیہ اشاعت اسلام پر خرچ ہوا۔ غالباً اسقدر عظیم رقم کا اشاعت اسلام پر خرچ کرنیکا ہماری جماعت میں یہ پہلا موقعہ ہے اور آجکل جسقدر اشاعت اسلام کی ضرورت ہے وہ کوئی پوشیدہ امر نہیں ہے۔ حضرت اقدس کے دل میں جو کچھ اشاعت اسلام کیلئے درد اور قلق ہے وہ بھی کوئی لکی چھپی بات نہیں ہے انشاء اللہ تعالےٰ وہ وقت اب عنقریب آنے والا ہے جب سندھ اور یوپی کے نانک پنتھیوں میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند ہوگا وہ وقت اب عنقریب ہے جب راجپوتانہ کے نیم اور برائے نام مسلمان جنکا نام رام سنگھ اور فتح سنگھ ہے وہ اب اسلام کی صداقت کو پہچانتے ہوئے رام سنگھ اور بھوپ سنگھ کی بجائے محمد عبداللہ اور عبدالرحمن اپنا نام رکھینگے۔ خدا کے فضل سے اب وہ زمانہ عنقریب ہے جب باغ اسلام پر پھر وہ پہلی سی تروتازگی اور رونق بہار آنے کو ہے۔

(باقی پھر انشاء اللہ تعالےٰ)

KHILAFAT LIBRARY

کیونکہ دفتر ترقی اسلام سے یہ کتاب ہمیں بہت دیر کے بعد پہنچی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار نور قادیان

(مورخہ ۱۷- مارچ ۱۹۱۵ء)

آریہ سماج کی کتابوں میں شدھی کا کہیں ذکر نہیں!

(نمبر اوّل)

اسوقت چار دانگ عالم میں آریہ سماج نے شدھی کا شور بپا کر رکھا ہے۔ ہم اس نیک تحریک میں آریہ سماج اور اسکے کارندوں کے دل و جان سے خیر خواہ ہیں کیونکہ یہ ہم سب کا مشترکہ مسئلہ ہے کہ لوگوں کو ادنیٰ اور پست حالت سے اوٹھا کر اوپر کے طبقہ یا انسانیت میں جگہ دیجائے۔ اس لئے یہ کام کرتے ہوئے دیکھ کر ہر ایک بھی خواہ انسان کا دل بلیوں اچھلنے لگتا ہے۔ اسلئے جہانتک لوگوں کو بدترین حالت سے اوٹھا کر اوپر کی حالت میں لانیکا سوال ہے ہم مسلمان جیسے بڑھکر دنیا میں اور کوئی قوم یا مذہب حق العباد کا دم بھرنیوالا نہیں ہے طبعاً خوش ہوتے ہیں مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ آریہ سماج جو شدھی کا راگ الاپ رہا ہے یہ اسکی حال کی اختراع اور ایجاد ہے یا ویدوں کی قدامت کی طرح یہ بھی قدیم ہی ہے اور ویدک دھرم کے بزرگان اسلاف میں بھی اسکا پتہ چلتا ہے یا نہیں۔ وید سمرتی پران اور آریہ سماج کی مسلمہ کتب بھی اسکا ساتھ دیتی ہیں یا نہیں۔ اگر آریہ سماج کی مسلمہ کتب اور بزرگان اسلاف میں اسکا نمونہ اور اسوہ پایا جاتا ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ مسلمانوں سے بڑھ کر اور کون خوش ہوگا۔ اور اگر نہیں جیسا کہ واقعات اور آریہ سماج کی مسلمہ کتب کے نوشتوں سے ظاہر ہے تو انصاف اور حق جوئی اور حقگوئی اس امر کا ہر ایک انسان سے مطالبہ کرتی ہے کہ آریہ سماج اس تحریک سے جسقدر جلدی ممکن ہو سکے ہاتھ اوٹھالے۔ جسکا ذکر انکی مسلمہ کتابوں میں اشارۃً اور کنایۃً بھی پایا جاتا ہو اور نہ اس مذہب کے بزرگان اسلاف الیسا اسوہ اور نمونہ پیش کرتے ہوں۔ اور اگر آریہ سماج کسی مصلحت سے شدھی کی تحریک سے ہاتھ اٹھانے سے معذور ہے تو چاہیئے کہ بجائے ایسی کتابوں کا دم بھرنے کے جنہیں شدھی کا نام نہیں وہ اپنے لئے اور کوئی ایسا راستہ اختیار کرے جسمیں ایسی نیک اور عمدہ تحریک کی تعلیم اور رہنمائی پائی جاتی ہو۔

اب ہم اس اصول کو مدنظر رکھکر آریہ سماج کی حال کی کل مسلمہ کتابوں پر ایک سرسری نظر ڈالنا چاہتے ہیں اور ایک محقق اور ثالث کی حیثیت سے آریہ سماج کی کتابوں میں یہ تلاش کرتے ہیں کہ اس نیک تحریک کا ذکر آریہ سماج کی کتابوں میں کہانتک پایا جاتا ہے :-

KHILAFAT LIBRARY

اب ہم یہاں بھگوان منو کے وہ شلوک پیش کرتے ہیں جسے سوامی دیانند جی مہاراج نے ستیارتھ پرکاش باب نہم کے آخیر پر تناسخ کا ثبوت لوگوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے بھگوان منو کے ان شلوکوں کو بطور سند اور سارٹیفکیٹ کے پیش کیا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بھگوان منو کے وہ شلوک کیسے معتبر اور قابل وثوق ہیں اور پھر سوامی دیانند جی مہاراج نے انہیں اپنے بیان کی مضبوطی اور واضح کرنے کیلئے ستیارتھ پرکاش کے باب نہم میں درج کرکے ان کے معتبر ہونیکو اور بھی چار چاند لگا دیے ہیں اور ستیارتھ پرکاش سے جو حوالہ پیش کیا جائیگا وہ ہمارے سماجی دوستوں کیلئے بدوں کسی شک و شبہ کے قابل وثوق اور قابل یقین ہوگا۔ کیونکہ ستیارتھ پرکاش آریہ سماج کے نزدیک وہ بےنظیر کتاب ہے کہ جب ۱۹۱۱ء میں حضور شہنشاہ جارج پنجم نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے ہندوستان کو شرف بخشا تھا۔ تو اس وقت ہمارے آریہ دوستوں نے بجائے کسی وید کے ستیارتھ پرکاش کا تحفہ حضور انور شہنشاہ معظم کے پیش کرنا ضروری سمجھا تھا۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آریہ سماج کے نزدیک ستیارتھ پرکاش کیسی بےنظیر کتاب ہے۔ اسلئے اپنے دوستوں کیخاطر ہم بھی اسی ہی معتبر کتاب سے حوالجات پیش کرتے ہیں کہ جنہیں شودر یا برہمن کو گذشتہ جنموں کے بد یا نیک اعمال کے مطابق جنم ملتا ہے۔ سوامی صاحب ستیارتھ پرکاش سمولاس نہم صفحہ ۲۹۰ اڈیشن اردو ۱۹۰۹ء پر مندرجہ ذیل شلوکوں کو بطور تحفہ پیش کرتے ہیں بیان فرماتے ہیں :- شلوک

شریہ جیسی کرم - دوشیر - پانی تسہاوتاں تتہ

واچ کیٹہ پکشی مرگیاں ماسرشت جاتی نام

مطلب :- جو شخص بذریعہ جسم کے چوری دوسرے کی عورت سے مباشرت یا نیک آدمیوں کی ہلاکت وغیرہ بدکام کرتا ہے۔ اسکا جسم درخت وغیرہ متحرک قالبوں میں ہوتا ہے۔ زبان سے کٹے ہوئے پاپوں کا عوض پرند اور مرگ (نسبتی چوپایہ) وغیرہ کا قالب اور ہنسی سے کئے ہوئے پاپوں کے بدلے چنڈال وغیرہ کا جسم ملتا ہے

(منو ۱۲ و ۹)

اس جگہ بھگوان منو نے یہ شلوک جنم کے متعلق فرمایا ہے اور سوامی دیانند نے جو اس کا ترجمہ کیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ سوامی صاحب اس مذکورہ بالا شلوک کا ترجمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص بذریعہ جسم کے دوسرے کی عورت سے مباشرت کرے وہ درخت اور نباتات وغیرہ کے قالبوں میں ڈالا جائیگا۔ اور زبان سے کئے ہوئے پاپوں کے عوض پرند اور چوپائے وغیرہ کا جنم ملیگا اور من سے کئے ہوئے پاپوں کا عوض اگلے جنم میں چنڈال کا جنم ملیگا۔

اب جبکہ بقول منو جی مہاراج اور سوامی دیانند صاحب کے ایشور جی مہاراج نے جنم کے متعلق یہ حدود قایم کر دی ہیں تو اب کون شخص ہے جو اسے آگے پیچھے اور ادھر ادھر کر سکیگا۔ اگر کوئی آدمی چنڈال ہے تو بقول منو جی مہاراج اور سوامی دیانند کے اپنے پچھلے جنم کے افعال کا نتیجہ بھگت رہا ہے۔ اور خود ایشور جی مہاراج نے اس شخص کو اس قالب میں ڈالا۔ اب سماجی دوستوں کا چنڈالوں وغیرہ کو شدھ کرنا یہ صریح اس سرشٹی مان ایشور کی مخالفت ہے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ ہماری دوسری کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے اور ہمارے فلاں رشی کا یہ قول ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ایشور جی مہاراج کا کیا ہوا فیصلہ انسان نہیں توڑ سکتا ایک جج کا فیصلہ دوسرا جج نہیں رد کر سکتا اسکے لئے چیف کورٹ کی طرف رجوع لانا ہوگا۔ یہ نہیں کہ ایشور تو کسی انسان کو چنڈال بنا دے اور ایک رشی یا مہارشی یہ چاہے کہ اس چنڈال کو برہمن یا چھتری بنا دے۔ ناممکن از ازل تا ابد!۔

کے

دوم :- جب ایشور اقبال منو جی مہاراج اور سوامی دیانند

کسی شخص کو چوری یا بدکرداری کی وجہ سے درخت وغیرہ کی جون میں ڈالتا تو کوئی دنیا کی طاقت اس درخت کو شدہ کرکے پرند اور چرند نہیں بنا سکتی۔ اور تو اور درخت کا پرند بننا تو الگ ہا کوئی طاقت کیکر کے درخت کو آم یا سنگترے کا درخت نہیں بنا سکتی پس جب ایک کیکر کا درخت آم یا نارنگی کا درخت نہیں بن سکتا تو کون طاقت ہے جو چنڈال سے برہمن بنا دے۔ جبکہ درخت بھی برے کرموں کا نتیجہ اور چنڈال بھی برے افعال کا ثمرہ ہے۔ بلحاظ ثمرات کے دونوں کی نوعیت ایک ہے۔ اسی طرح بقول سوامی دیانند اور منوجی مہاراج زبانوں سے کہے ہوئے کاموں کا عوض پرند اور چرند وغیرہ ہیں تم میں سے کسی نے یہ نہیں دیکھا ہوگا کہ دنیا کا کوئی اپاہج یا کوئی شدہ ہی ایک کوے کو جو بقول سوامی دیانند جی مہاراج اپنی بدزبانی کی وجہ سے کوے کی جون میں ڈالا گیا ہے اسے ہنس بنا لے تو پھر یہ کسطرح اور کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک وہ شخص جو اپنی بدزبانی یا بدکرداری کی وجہ سے چنڈال کی جون میں ڈالا گیا ہے وہ شدہ ہو کر دیش یا چھتری اور برہمن وغیرہ بن جاوے۔ ہمارے شدہی کے حامی دوستوں کو چاہیئے کہ پہلے ایک کیکر کے درخت کو نارنگی کا درخت اور ایک کوے کو ہنس بنا دیں۔ اسکے بعد پھر چنڈال کو برہمن بنانے کی حامی بھریں میرے دوستو! جب کیکر نارنگی اور کوا ہنس نہیں بن سکتا تو چنڈال کیسے برہمن ہو سکتا ہے۔ قابل غور سوال ہے۔ آگے اور شلوک ملاحظہ فرمائیں۔

ستھاورا کرم کیا چ منسیا ہ سریاہ سکھلایاہ

پسو شیح - مرگا شچھیو مگنیاں تا مس گتیہ

ترجمہ:۔ جو نہایت درجہ کے تموگنی ہیں وہ غیر متحرک درخت وغیرہ کیڑے مکوڑوں۔ مچھلی۔ سانپ مچھیے۔ مویشی۔ اور درگ (جنگلی جانور) کا جنم پاتے ہیں۔ منو ۱۲ و ۴۲ شلوک"

آگے اور شلوک ملاحظہ فرمائیے۔

ہستی نشیح - ترنگا شیح - شودرا ایلچا شیح گرہیاہ

ہنسا - و یاگرہ - براہا شیح - مدہما - تامسی گتیہ

ترجمہ:۔ جو متوسط درجہ کے تموگنی ہیں۔ وہ ہاتھی گھوڑا شودر نیچ اور قابل مذمت کام کرنے والے۔ شیر۔ پلنگ۔ اور جنگلی سؤر کا جنم پاتے ہیں" (منو ۱۲-۴۳)

بقول آریہ دوستوں کے اگر شودر وغیرہ جنم سے نہیں بلکہ کرم سے ہوتا۔ تو گھوڑے ہاتھی وغیرہ کے ذیل میں نہ رکھا جاتا کیونکہ شودر اور گھوڑا وغیرہ کے جنم پانیوالے گناہ کی نوعیت ایک ہی ہے نوعیت میں سرمو فرق نہیں اگر شودر جو متوسط درجہ کے تموگنی ہونیکے باعث شودر کی قالب میں ڈالا گیا ہے اسی طرح سے گھوڑا جو متوسط درجہ کے تموگنی ہونیکے باعث گھوڑے کی جون میں ڈالا گیا ہے دونوں کی نوعیت گناہ میں سرمو فرق نہیں ہے۔ تو پھر کیا وجہ کہ آریہ شودر کو نوشدا کرکے چھتری وغیرہ بنا لیں اور گھوڑے گدھے کو شدہ کرکے انسان نہ بنا سکیں علاوہ بریں ہمارے دوستوں کا یہ دعویٰ کہ برہمن یعنے ذاتوں کی تقسیم افعال سے ہے جنم سے نہیں۔ یعنے ایک انسان اگر برہمن کے گھر میں پیدا ہو کر ویسے کام کرے تو وہ ہمارے آریہ دوستوں کے تردیک برہمن نہیں ہوگا۔ مگر سوامی دیانند جی مہاراج اور منو بھگوان کا یہ عقیدہ نہیں تھا۔ منوجی مہاراج اور سوامی دیانند صاحب نے فرمایا ہے کہ تموگنی ہونیکا نتیجہ آئندہ جنم میں گھوڑا اور شودر وغیرہ کا جنم ہے۔ گھوڑے کے ساتھ مشابہت اس امر کو نہایت توضیح اور تصریح سے واضح کرتی ہے کہ ذات جنم سے ہے۔ کرم اور افعال سے ہرگز نہیں۔ کیونکہ گھوڑا اور شودر بقول سوامی دیانند جی مہاراج کے جب دونوں کا گناہ یکساں ہے تو ہم ایک گھوڑے کو کبھی بھی گائے یا بھینس کہنے کیلئے تیار نہیں خواہ وہ دودھ بھی دیتی ہو۔ ہم ایک اونٹ کو کبھی بیل کہنے کیلئے تیار نہیں ہوں گے۔ خواہ وہ بیل کیطرح ہل میں ہی جوتا جاتا ہو تو پھر جب ہم اونٹ کو بیل گھوڑی کو بھینس نہیں کہہ سکتے تو پھر ہم شودر کو کیسے برہمن سمجھ لیں جبکہ بقول سوامی دیانند دونوں کا یعنے گھوڑے اور شودر کا گناہ یکساں اور دونوں ہی متوسط درجہ کے تموگنی ہونیکے لحاظ سے ایک شودر اور دوسرا گھوڑا بنگیا۔

اب غور فرمائیے شراب نوش اور بدچلن اور موذی ہونا یہ بھی پہلی زندگی یا اعمال سابقہ کا ہی نتیجہ ہے۔ اب جبکہ صورت حال یہ ہے تو آریہ سماجی دوستوں کا پلیٹ فارموں پر کھڑے ہو کر یہ شور مچانا کہ بدچلنی اور زناکاری کو ترک کردو یہ کسطرح زیبا ہے کیونکہ خود ایشور نے انہیں انکے اعمال سابقہ کی وجہ سے شراب نوش بدچلن اور موذی بنا دیا۔ اب کون ہے جو ایشور کے حکم کو ٹال سکے؟ دریں حال آریہ دوستوں کا انہیں شراب نوشی اور بدچلنی وغیرہ سے باز رکھنا یہ ایشور کے حکم کی صریح مخالفت ہے یا نہیں؟ اور ایشور کے حکم کی مخالفت کرنیوالے کیلئے جو سزا سوامی دیانند اور بھگوان منوجی مہاراج تجویز فرماتے ہیں وہ بھی ہمارے آریہ دوستوں سے پوشیدہ نہیں ہوگی۔

KHILAFAT LIBRARY

اور پھر جبکہ افضل تموگنی ہونیکے باعث ایشور جی مہاراج نے بقول سوامی دیانند صاحب ایک شخص کو بدچلنی اور شراب نوشی نوشی بھی ضرور آئندہ جنم میں اپنا اثر دکھلائیگی دریں حال آریہ دھرم میں نجات مشکل؟ کیونکہ شراب نوشی اور بدچلنی ان کے گناہوں کا کفارہ نہیں بلکہ ازدیاد کا موجب ہے۔

پھر حیرانی در حیرانی یہ ہے کہ اول درجہ کے زناکار اور شراب نوش کو شودروں پر ترجیح دی نوش اور زناکار تو افضل درجہ کے تموگنی ہیں بہرحال بقول سوامی جی مہاراج اور بھگوان منوجی کے شودروں سے شراب نوش اور زناکار افضل ہے تو جس صورت میں ایک شودر افضل درجہ کے تموگنی ہی نہیں ہو سکتا۔ فرمایئے وہ برہمن اور چھتری کیسے ہو کر دھاتما کیسے بن سکتا ہے۔ اسکی مثال یوں سمجھ لیجئے۔

اب اور ج دو شخص ہیں دونوں سے یکساں قسم کا گناہ سرزد ہوا۔ دونوں متوسط درجہ کے تموگنی ہونیکے باعث اب تو شودر کے جسم میں گیا۔ اور ج گھوڑا بن گیا۔ اب گناہ دونوں کے یکساں ہیں۔ تو اب صاف ظاہر ہے کہ شودر یا گھوڑا جنم سے ہے کرم سے نہیں۔ اگر ایک گھوڑا کام نہ دے اور لیٹا رہے۔ بہرحال وہ گھوڑا ہے۔ اگر ایک گھوڑی دودھ دے بہرحال وہ گھوڑی ہے۔ اگر ایک گھوڑا ہل جوتا جاوے بہرحال وہ گھوڑا ہے جب کسی گھوڑی کے دودھ دینے پر اور گھوڑے کو ہل جوتنے پر ہم بھینس یا بیل نہیں کہہ سکتے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک انسان کو جسے بقول سوامی دیانند اور بقول منوجی مہاراج تموگنی ہونیکے باعث شودر تا میں ڈالا گیا ہے۔ ہم اُسے برہمن یا چھتری کہنے لگ پڑیں۔

پھر آگے چلکر سوامی صاحب فرماتے ہیں:۔

چار نشیح - سپر نشیح - پرشا شچیو - زاسبھکا

رکھیا نشیح - یشاچا نیح - تاسی - دشوتمان گیو

ترجمہ:۔ جو افضل تموگنی ہیں وہ مداح خوان اور جوگیت اور دوہا وغیرہ بنا کر لوگوں کی تعریف کرتے ہیں۔ خوبصورت

پرندر یا کار آدمی یعنے اپنے سکھ کیلئے خودستائی کرنیوالا راکشش یعنی موذی آدمی اور پشاچ یعنے بدچلن لوگ ہوتے ہیں۔ جو شراب وغیرہ کی عادت اختیار کرتے ہیں اور غلیظ رہتے ہیں یہ افضل تو گنی اعمال کا نتیجہ ہے (منو ۱۲۔ ۴۴)

جہلا ملا۔ نا نیچو پرشا شتر برتیا ہ۔
دیوت پان پرسکتا بچھ۔ جگھنیاں راجسی گیہ

مطلب:۔ جو نیچ رجوگنی ہیں وہ جہلا یعنے تلوار وغیرہ سے ہلاک کرنیوالے یا کڈال وغیرہ سے کھودنے والے ملاح یعنے کشتی وغیرہ کو چلانیوالے۔ نٹ جو بانس وغیرہ پر چڑھنے اور اترنے والے اور کودنے کے کرتب کرتے ہیں۔ ہتھیار بند ملازم اور شراب خوری کی عادت وغیرہ میں مبتلا ہوتے ہیں ایسے ایسے جنم پانا نیچ رجوگن کا نتیجہ ہوتا ہے (منو ۱۰ و ۴۵)

اب خیال فرمایئے کہ نٹ پن۔ شراب نوشی۔ ہتھیار بند مزدوری وغیرہ بھی سوامی جی نے جنم سے ہی مقرر کئے ہیں۔ اب حیرانی اور مزید اربات یہ ہے کہ ہمارے دوست آریہ پھر کہتے ہیں کہ یہ مزدور۔ نٹ۔ بھانڈ وغیرہ کا امتیاز جنم سے نہیں۔ بلکہ افعال سے ہے۔ تبھی تو انہوں نے شدھی کو جائز اور روا رکھا ہے کیونکہ آریہ دوستوں کے نزدیک اگر آج کوئی بھانڈ کا کام کرتا ہے اور کل ہی یہ چارک بنگیا تو پھر وہ بھانڈ سے برہمن ہوگیا۔ مگر سوامی دیانند جی مہاراج اور منو بھگوان فرماتے ہیں کہ یہ بھانڈ وغیرہ کرم سے نہیں بلکہ جنم سے ہے۔ بتلایئے اب کون ہے جو ایشور کے حکم کو بدل دے۔ اور جنم کا کرم بنا سکے۔ علاوہ بریں یہ تعلیم ہی سخت حوصلہ شکن ہے۔ مثلاً وہ شخص جو بھگوان منو اور سوامی دیانند صاحب کے احکام پر ایمان اور یقین رکھتا ہے وہ اپنا مزدور ہونا اپنے اس جنم کی سستی یا غفلت کا نتیجہ نہیں سمجھیگا بلکہ وہ اسے اپنے سابقہ افعال کا ثمر اور ایشور کا حکم گردانیگا جس سے چھٹکارہ کیلئے وہ اپنے آپ کو ہیچ پائیگا دریں حال کوئی مزدور محرر اور کوئی محرر بڑا عہدہ دار بننے کی ہوس اور لالچ نہیں رکھ سکیگا حالانکہ ترقی کی خواہش انسان کا جبلی خاصہ اور ذاتی وصف ہے مگر سوامی دیانند اور منو جی مہاراج اسکے منافی ارشاد فرماتے ہیں۔

پھر لکھا ہے شلوک:۔

راجا منیہ چھتری۔ اشچیو۔ ارگیاں چیو پروہتا
یا دیدہ پردانا بچھ۔

ترجمہ:۔ جو متوسط درجہ کے رجوگنی ہوتے ہیں وہ راجہ کھشتری۔ ورلتہ (اہل سف میں سے) راجاؤں کے پروہت حجت اور مقدمہ بازی کرنے والے سیقر و وکیل بیرسٹر محکمہ جنگی کے افسر کا جنم پاتے ہیں۔ (منو ۱۲ و ۴۶)

اس جگہ سوامی دیانند جی مہاراج نے معمولی حجت باز آدمی کو راجہ سے تشبیہ دی ہے۔ کیا راجہ اور حجت باز کبھی برابر ہو سکتے ہیں ہرگز ہرگز نہیں کیا ویدک انصاف یہی ہے کہ حجت باز اور راجہ برابر اور مساوی ہوں۔ اور دریں حال اگر کوئی آریہ دوست ایک حجت باز کو یہ نصیحت کرے.....

..... کہ تم اس حجت بازی کی عادت کو چھوڑ کر سیدھی راہ اختیار کرو تو گیادہ یہ کہکر کہ ایشور نے منو ۱۲ و ۴۶ میں مجھے حجت باز بنایا۔ اور پھر جب ایشور کیکو ایسا بنادے تو آپ کون ہیں۔ جو ایشور کی دی ہوئی چیز چھوڑا کر کسی دوسری طرف مجھے لاویں۔ بتلایئے دریں حال آریہ دوستوں کی شدھی کی ٹینگ کہاں رہجاتی ہے۔

انشاء اللہ تعالےٰ ہم اپنے آئندہ نمبر میں اس سے بھی زیادہ وضاحت اور صراحت سے اس امر کو آشکارہ کرینگے کہ آریہ سماج کی شدھی کا ذکر آریہ سماج کی مسلمہ کتابوں میں کہیں اشارۃً اور کنایۃً بھی نہیں ملتا۔ امید کہ دوست اس سلسلہ کو دلچسپی سے ملاحظہ فرماوینگے۔

KHILAFAT LIBRARY

نور کی نور افشانی

معزز ہمعصر المشیر مراد آباد لکھتا ہے:۔ کہ

قادیان سے ہمارے نومسلم دوست شیخ محمد یوسف صاحب ایک ہفتہ وار اخبار ایڈٹ کرتے ہیں۔ چونکہ آپ پہلے سکھ تھے اسلئے نانک پنتھیوں میں نہایت خلوص سے تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ ہندی اور ناگری میں ٹریکٹ چھپوا کر مفت تقسیم کیے گئے۔ مگر نور کا فنڈ کمزور ہے اس لئے اہل دل مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس کار خیر میں دامے درمے قدمے سخنے محترم معاصر نور کی دستگیری کریں۔ نور کا مشن نہایت مقدس ہے نانک پنتھیوں میں اسلام کی تبلیغ کی اشد ضرورت ہے اسلئے شیخ محمد یوسف صاحب ہر آئینہ قابل ستائش ہیں اور دردمندان ملت کو ضرور ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ المشیر

نور کا ہاتھ بٹانیکے لئے ہر وقت حاضر ہے

ویدوں میں کیا بہشت ہے

ہمارا یہ ایمان ہے کہ وید بیشک خداوند تعالےٰ کا الہام تھا۔ اور یہ ایشور گیان تھا۔ مگر بعد میں وام مارگیوں یا شاکت منت والوں نے جسطرح منوسمرتی اور دیگر پرانوں اور شاستروں میں گڑبڑ کی ہے۔ ویدوں میں بھی تغیر و تبدل سے نہیں چوکے مگر پھر بھی آخر یہ ایشور کا گیان ہے۔ اگر بغور دیکھا جاوے تو وید مقدس میں بھی بعض ایسی گیان اور معرفت کی باتیں ملجاتی ہیں۔ جنکو دیکھ کر اور پڑھ کر ایک مومن کے دل کو راحت اور خوشی میسر ہوتی ہے۔ چنانچہ سورگ یعنے بہشت کے متعلق لکھا ہے۔

تیر دھارا ان پیتا مہو رو پارمتوجیہ
نک اگھنر ویشو کرہن سورد ویش نو دوہت

(یجروید ۸ ا و ۶۵)

مطلب:۔ دشٹوا فعال کا ذریعہ ہے اگنی تم بہشت میں دیوتاؤں کی جگہ پر ہمیں پہنچاؤ۔ جس جگہ شہد۔ اور گھی اور دودھ وغیرہ کی نہریں جاری ہیں۔ اور لوگ ہمیشہ اس میں رہتے ہیں۔ اور کوئی چیز شہد اور گھی اور دودھ کی نہروں سے انہیں جدا نہیں کر سکتی

اسلام کا بہشت

اب خیال فرمایئے کہ اسلام جو بہشت پیش کرتا ہے وہ مختصر الفاظ میں یہ ہے ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت لھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھار خٰلدین فیھا۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے ان کے لئے جنت ہے۔ جس میں چلتی ہیں نہریں اور وہ ہمیشہ اس میں رہ پڑینگے۔

غور کیجئے کہ ویدک اور اسلام کا بہشت دونوں یکساں ہیں صرف فرق ہے تو یہ ہے کہ اسلام بہشت میں وارد ہونے والوں کیلئے عمل صالح کی شرط لگاتا ہے۔ اور خداوند تعالےٰ جو قادر مطلق ہے ایک مسلمان اس قادر مطلق کے واسطے سے ہی بہشت میں وارد ہونے کی آرزو کرتا ہے۔ مگر ویدوں میں آگ دیوتا سے بہشت میں داخل ہونیکے لئے استدعا کی گئی ہے۔ مگر مدعا اور مقصد ہر دو کتابوں کا یکساں ہے۔ ویدبھی اپنے پیراؤں کے سامنے ایسا بہشت پیش کرتا ہے جس میں دودھ اور گھی اور شہد کی نہریں چلتی ہیں اور اسلام بھی اپنے پیرؤں کے لئے ایسا بہشت پیش کرتا ہے جس میں دودھ اور شہد کی نہریں چلتی ہیں اور دونوں میں خلدین فیھا کا اضافہ ہے۔

سوامی دیانند کا اسکے برخلاف عقیدہ

اگر سوامی دیانند جی مہاراج جو مکتی یا نجات خانہ لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں وہ ویدوالا بہشت نہیں ہے جس میں دودھ اور شہد کی نہریں چلتی ہونگی اور لوگ اس میں ہمیشہ کیلئے رہ پڑینگے بلکہ مکتی خانہ سوامی دیانند جی کے الفاظ میں ایسا ہے جہاں روح کی ہمیشہ اور آرام اور خوشی کیلئے کوئی سامان نہیں ہے ہر ایک ذی ادراک یا چیتن شئے کیلئے اس کے لوازمات درکار ہیں جس سے وہ حظ یا سرور حاصل کرے۔ جسطرح انسانی زندگی کیلئے دودھ شہد گھی وغیرہ اور عمدہ عمدہ اقسام کے پھل ہیں مگر سوامی دیانند جی مہاراج ارواح کیلئے ایسا مکتی خانہ بتلاتے ہیں۔ جس میں کوئی چیز نہیں ہوگی۔ اور ارواح مثل لامدرک الاشیاء کے پڑی رہینگی۔ اور پھر یہ نہیں کہ وہ اس میں ہمیشہ کیلئے رہیں گی۔ بلکہ کچھ عرصہ کے بعد مکتی خانہ سے ارواح کو نکال دیا جائیگا اور وہ دوبارہ اس دنیا میں آئینگی۔

روح کو کچھ عرصہ کے بعد مکتی خانہ سے کیوں نکالا جائیگا

اب بالطبع ایک محقق انسان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ روح کو مکتی خانہ سے کیوں نکالا جائیگا۔ اور پھر بلاوجہ اور بلاسبب حالانکہ انسانی فطرت بالطبع دائمی آرام اور سکھ کو چاہتی ہے اور بہشت اور مکتی خانہ ہی ارواح کے ذاتی تقاضوں اور خاصوں کو پورا کرسکتا ہے جس میں دائمیت ہو۔ اسکی وجہ آسان اور جواب سہل ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

سوامی دیانند صاحب نے ارواح کو محدود قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ایشور کوئی نئی روح پیدا نہیں کرسکتا۔ دریں حال جب شری سوامی دیانند جی مہاراج کے عقیدہ کے مطابق ایشور کوئی نئی روح پیدا نہیں کرسکتے تو چاہیئے تھا کہ اگر سوامی دیانند صاحب مکتی خانہ کو دائمی مانتے تو گویا جو روح مکتی خانہ میں جاتی وہ تو گویا ہمیشہ کیلئے ایشور کے ہاتھ سے چلی جاتی۔ آج ایک روح گئی کل دوسری پرسوں تیسری حتی کہ ایک دن ایسا آتا جبکہ ایک روح بھی ویدک ایشور کے ہاتھ میں نہ رہتی۔ اور ایشور جی مہاراج باوجود سروشکتی مان ہونیکے ہاتھ پر ہاتھ دھرکر بیٹھ جاتے۔ یہی وجہ ہے جسکے لئے سوامی صاحب نے دائمی بہشت یا مکتی کو پیش نہیں کیا۔

دیوسماجیوں سے ایک سوال

لاہور میں ایک دیوسماج نام کی سوسائٹی ہے جس کا عقیدہ اول یہ ہے کہ خدا کوئی چیز نہیں۔ مگر برخلاف اس کے ایک انسان جو دیگر انسانوں کیطرح کل انسانی ضروریات کا پابند ہے اسے خدا کی جگہ دیکر اسکی صفات اور تعریفات کرتے ہوئے تھکتے نہیں ہیں۔ اور دیوگورو بھگوان کو لاثانی جوتی کی مہارنی دن رات رٹی جاتی ہے۔ ہم جیون تت کے ایڈیٹر سے جس کے پرچہ کے ہر صفحہ میں شری دیوگورو بھگوان کی لاثانی جوتی کا گیت گایا ہوا ہوتا ہے مجھ یہ سوال کرتے ہیں کہ دیوگورو بھگوان نے یہ لاثانی جوتی کہاں سے حاصل کی ہے۔ امید کہ جیون تت کا ایڈیٹر ذرا ٹھنڈے دل سے ہمارے اس سوال کا جواب دیگا؟

آریہ سماج اپنی ہاتھوں آپ دکھی ہے

آریہ گزٹ کے گذشتہ نمبر کا لیڈنگ آرٹیکل لالہ ہنسراج صاحب سابق پرنسپل ڈی اے وی کالج لاہور کی قلم سے نکلا ہے اس میں لالہ ہنسراج صاحب فرماتے ہیں:۔

"بدقسمتی سے آریہ سماجیوں کے اندر کچھ ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں جو دوسروں کی پگڑی اتارنا ہی دھرم کا لکھہ انگ مانتے ہیں۔ ان میں نقص پکڑنے کی عادت حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے بجائے اس کے کہ وہ نیچے دھارمک منشوں کی طرح کمزوروں کو اٹھائیں اور پاپیوں کو پریم سے شدھ کریں اور کام کرنے والوں کا حوصلہ بڑھائیں۔ وہ لوگوں کو بیعزت کرنے پر آمادہ رہتے ہیں"

ہمارے نزدیک اسکی ایک خاص وجہ ہے وہ یہ کہ جب کوئی آریہ غیر مذاہب کے بزرگوں اور ہادیوں پر آوازے کستا ہے تو آریہ دوست شہید فنائی القوم بنیظیر کام کرینوالا وغیرہ کہکر اس کا حوصلہ بڑھا دیتے ہیں اور جب وہ اس اندھے جوش میں دوسروں کی پگڑیاں بھی اچھالنی شروع کردیتا ہے تو پھر آریہ دوستوں کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ اگر پہلے ہی اس ناواجب رو کو روکا جائے تو بعد میں ذی فہم آریہ دوستوں کو اس طرح نالاں نہ ہونا پڑے۔

سوامی دیانند اور گائے

ہمعصر لایل گزٹ لکھتا ہے کہ سوامی دیانند جی ستیارتھ پرکاش کے سب سے پہلے ایڈیشن دسویں سمولاس میں فرماتے ہیں:۔

جہاں جہاں گومیدھ آوک لکھے ہیں وہاں وہاں پشوؤں میں نروں کا مارنا لکھا ہے۔ اس سے اس اپھیرائے سے زمیدھ لکھا ہے۔ منش نر کو مارنا کہیں نہیں۔ کیونکہ جیسی بیٹی بیل آوک نروں میں ہے ویسی استریوں میں نہیں ہوتی۔ اور ایک بیل سے ہزارہا گائیں گربھ دتی ہوئی ہیں۔ اس سے ہانی بھی نہیں ہوتی سومی لکھا ہے گوانو بندھو اگر یشائی یہ برہمن کی شرتی ہے اس میں لنگ نر دیش سے جانا جاتا ہے کہ بیل آوک کو مارنا گائے کو نہیں۔ سو یہی گئو میدھ آوک گیوں میں انتر نہیں کیونکہ بیل آوک سے بھی منشوں کا بانجھہ بہت اوپکار ہوتا ہے ان سے بھی ان کی رکھشا ہوتی ہے اور جو بندھیا گائے ہوتی ہے اس کو بھی گومیدھ میں مارنا لکھا ہے"

آگے چلکر سوامی دیانند صاحب بانجھہ گائے کو کیوں مارنا چاہیئے اس کے لئے دلیل دیتے ہیں:۔

"کیونکہ بندھیا سے دکدہ (دودھ) ارکوں کی اپیتی ہوتی نہیں"

ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ سوامی دیانند صاحب

سرسوتی بیلوں اور بانجھ گایوں کے مارنے ..... کے حق میں تھے اور اسلئے انہوں نے دلیلیں بھی دیں اگر آریہ سماجی آجکل کسی پولٹیکل چال سے گیو رکھشک نہ بیٹھے ہیں تو یہ دوسری بات ہے۔

کیا سوامی سیتہ نند وہ نصیحت جو دوسروں کو کیا کرتے تھے خود بھول گئے؟

ہمیں دو تین دفعہ سوامی سیتا نند صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ ایکدفعہ شملہ میں اور ایک دفعہ لاہور میں مسٹر کرشن ایڈیٹر پرکاش کے ذریعہ لاہور میں۔ ہمارا خیال تھا جیسا کہ سوامی سیتا نند صاحب کی باتوں سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ آریہ سماج میں دھیرج اور نرمی کا سوامی سیتا نند اچھا نمونہ ہیں۔ جب ہمیں آپ سے بات چیت کرنیکا اتفاق ہوا تو آپ نے نہایت زور سے یہ کہا کہ میں اس بات کو سخت ناپسند کرتا ہوں کہ ہندوستان میں رہنے والے ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے بزرگوں کو برا بھلا کہیں۔ مذہب محبت سکھلاتا ہے نہ کہ عیب جوئی۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ خاکسار ایڈیٹر نور کو ایک آریہ سماج کے رکن کے منہ سے یہ بات سنکر سخت حیرانی اور حد درجہ کی خوشی ہوئی۔ جسکے جواب میں خاکسار ایڈیٹر نور نے سوامی صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم مسلمانوں خصوصاً احمدیوں سے بڑھ کر اور کون محبت کا نمونہ ہو سکتا ہے خیال فرمایئے حضرت کرشن اور حضرت رامچندر شری گورو نانک دیو جی مہاراج جسکے متعلق آریہ سماج ایسے ایسے الفاظ استعمال کرنا فخر کا موجب جانتا ہے ہم انہیں علیہ السلام اور رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ سے یاد کرتے ہوئے خدا تعالےٰ کے ولی اور پیارے جانتے ہیں جسکے جواب میں آپ نے یہ فرمایا کہ لوگ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ پالیسی ہے۔ میں نے عرض کیا شاید جناب کا یہ یقین ہوگا کہ لوگ عالم الغیب ہیں۔ میں تو سوائے خدا کے اور کسیکو عالم الغیب نہیں جانتا۔ اس کے جواب میں سوامی صاحب نے سوائے خاموشی کے اور کوئی چارہ نہ دیکھا اور بار بار یہی فرماتے رہے کہ ہندو مسلمان کو باہمی محبت سے رہنا چاہیئے اور ایک دوسرے کے بزرگوں کی عزت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ہندوؤں کے بزرگ مسلمانوں کے بھی بزرگ اور مسلمانوں کے بزرگ ہندوؤں کے بھی بزرگ ہیں۔ خدا کے پیارے بھگت سب کے سانجھی ہوتے ہیں یہ سنکر ہمیں کمال خوشی ہوئی۔ مگر ؎ خوگفتہ بود آنچہ ماپنداشتیم

سوامی ستیہ نند جی کا اسکے برخلاف عقیدہ

امرت کا ایڈیٹر سوامی سیتہ نند جی کے ایک لیکچر کا اقتباس دیتے ہوئے یہ الفاظ سوامی صاحب مذکور کیطرف منسوب کرتا ہے:۔

"گرشی نے جو باتیں ستیارتھ پرکاش کے پچھلے چار سمولاسوں میں لکھی ہیں وہ بہارت درش کی دوسری کتابوں میں نہیں ہیں رشی دیانند کی روح ان چار سمولاسوں میں ہے اگر ہم زندگی چاہتے ہیں اگر ہم رشی دیانند کے قدم بقدم چلکر ویدک دھرم کا پرچار چاہتے ہیں تو ہم کو ان سمولاسوں کو اچھی طرح اپنے جیون میں دھارن کرنا چاہیئے اور ان کا بار بار دوہرایا جانا ہی آریہ سماج کی اصلی سیوا ہے آریوں کو ان کا متواتر پاٹھ کرنا چاہیئے۔ اور جسقدر زیادہ پرچار وہ ان کا کرینگے اُسی قدر آریہ سماج پھیلے گا۔ آریہ سماج کو زندہ رکھنے کیلئے ضرورت ہے کہ ان چار سمولاسوں کو دھارن کیا جاوے اور یہ آریوں کے روم روم میں سرایت کر جاویں۔ میرے خیال میں کوئی شخص اپنے آپ کو سچا آریہ کہنے کا حق نہیں رکھتا اور سوامی دیانند کا بھگت نہیں کہلا سکتا۔ جو ان چار سمولاسوں کو دوہرانے کا پریتن نہیں کرتا۔ یہ سمولاس بودے پن کا ناش کرتے ہیں۔ ان چاروں سمولاسوں میں بھی بل اور تیج کی شکشا دی گئی ہے بہت سے لوگ دیاکرن اور ویدانت سے آریہ جاتی کی کمزوریوں کو دور کرنے کا یتن کرتے ہیں مگر یہ انکی بھول ہے اگر آریہ جاتی کی کمزوریاں دور ہو سکتی ہیں تو ان چار سمولاسوں کے دوہرانے اور بار بار دوہرانے بلکہ اپنے جیون میں دھارن کرنے سے ہو سکتی ہیں۔ اس لئے ہر ایک آریہ سماجی کو ان چاروں سمولاسوں کا پرچار کرنا اپنی زندگی کا مکھیہ اُدیش بنانا چاہیئے۔

کیا معلوم ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے ان چار سمولاسوں میں کیا لکھا ہے؟

کیا ستیارتھ پرکاش کے ان چار سمولاسوں میں وید گیان بھرا ہوا ہے؟ یا ان چار سمولاسوں میں نجات کا ذریعہ بتلایا گیا ہے؟ کہ ان چار سمولاسوں میں روحانی گیان کے فضایل کو آشکارہ کیا گیا ہے؟ کہ ان چار سمولاسوں میں چار ویدوں کا خلاصہ ہے؟ یا ان چار سمولاس میں ملاپ باری تعالیٰ کا کوئی ذریعہ اور اپاؤ ہے نہیں دوستو ہرگز نہیں! ان چار سمولاسوں میں آپ کیا پائینگے۔ ہندو۔ مسلمانوں۔ عیسائیوں۔ جینیوں۔ برہموؤں اور سکھوں وغیرہ کے واجب الاحترام ہادیوں اور گوروں کی نندیا اور بدگوئی

KHILAFAT LIBRARY

اگر یہ سوامی سیتا نند صاحب وہی ہیں جنسے ہمیں ایک دو دفعہ ملنے کا اتفاق ہوا تو ہمیں افسوس ہے کہ وہ اسقدر جلدی اپنے اصولوں سے کیوں پھر گئے حالانکہ رشی کو اپنے عہد پر پابند رہنا ایسا ہی ضروری ہے۔ جسطرح زندگی کے قیام کے لئے سانس کا لینا ضروری ہے

سال رواں کے آخر تک جنگ میں ۳۰۔ ارب روپیہ خرچ ہوگا

۱۵ فروری کو اجلاس پارلیمنٹ میں مسٹر لائڈ جارج نے پیرس کی مالی کانفرنس کا جو دول متحدہ کے مالی انتظام کے متعلق ہوئی تھی ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جنگ بلحاظ انسانوں کی تعداد اور اخراجات اور سامان کی مقدار کے دنیا کی تاریخ میں سب سے بڑی جنگ ہے آئندہ ۳۱ دسمبر تک دول متفقہ کے اخراجات سے ۱۰ کروڑ سے ۱۵ کروڑ پونڈ زیادہ ہوگا۔ کیونکہ ہمیں نئی فوج بھرتی کرنی پڑی ہے اور بہت بڑی جمعیت کو قایم رکھنا ہے ہم سپاہیوں کے اہل وعیال کا خرچ کھلے دل سے دے رہے ہیں۔

سکھوں میں اشاعت اسلام

ہمعصر اہلحدیث لکھتا ہے کہ:۔ پنجاب میں سکھوں کی قوم بڑی بہادر اور قابل توجہ ہے اس قوم کی ابتدا مسلمانوں سے بہت قریب تھی۔ مگر ہندوانہ رسم و رواج نے ان کو مسلمانوں سے ہٹا کر ہندوؤں کے زیادہ قریب کر دیا۔ حالانکہ اس قوم کے سب سے بڑے گورو بابا نانک صاحب مسلمان بزرگوں سے بہت مانوس تھے ہم اس قصہ کا اعتراف کرتے ہیں کہ علماء نے اس قوم میں اشاعت اسلام کا خیال نہ کیا تو خدا نے انہی میں سے ایک شخص سورن سنگھ

کو شیخ محمد یوسف بنا کر سکھوں میں اشاعت اسلام کا کام ان کی سپرد کر دیا

ہماری دلی آرزو ہے کہ خدا اس بہادر قوم کو عرب اور پٹھان بہادروں کیطرح اسلام جیسے بہادر مذہب سے بہرہ ور کرے شیخ محمد یوسف صاحب گو مرزا صاحب قادیانی کے مرید ہیں مگر ہم تو اپنے اصول کے پابند ہیں کہ مشترک کام میں ہم ایک ہیں اسلئے ہماری دعا ہے خدا شیخ صاحب موصوف کو اس مہم میں کامیاب کرے جو صاحب اس امر میں شیخ صاحب موصوف سے خط و کتابت کریں یا کسی قسم کی امداد بھیجنا چاہیں وہ دفتر نور قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ سے بھیجدیں۔ شیخ صاحب نے متعدد رسالے سکھوں اور گورو نانک جی کے متعلق لکھے ہیں جو قابل دید ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

مسلمان کس سوچ میں ہیں

غور کرو کہ غیر اقوام کس تیزی اور سرعت سے اچھوت اقوام کو ہڑپ کرنے کی فکر میں ہیں۔ مگر خدا جانے مسلمان کس فکر میں ہیں حالانکہ اچھوت اقوام کو ہضم کرنیکی جیسی طاقت مسلمانوں میں ہے ویسی کسی دوسری قوم اور مذہب میں نہیں پائی جاتی اگرچہ ہندوستان کی پوری کچوری نے مسلمانوں کے ہاضمہ کو بھی بہت کچھ ضعف پہنچایا ہے۔ مگر اس گئے گذرے وقت میں بھی مسلمانوں کا ہاضمہ نسبتاً دیگر ملکی مذاہب اور اقوام کے قوی ہے اگر مسلمان چاہیں تو اچھوت اقوام میں بہت کچھ کام کر سکتے ہیں۔ اور اچھوت اقوام میں تبلیغ کا میدان بہت کچھ وسیع ہے۔ مگر معلوم نہیں؟ کہ مسلمان کب اس خواب غفلت سے بیدار ہونگے؟ اور کب اپنے فرض کو پہنچانے گے؟

خالصہ سماچار کا جواب

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا

ہم نے اپنے پچھلے پرچہ میں حضرت اقدس بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے اسلام پر ایک مدلل مضمون لکھا تھا جسکا جواب ہمارا دوست خالصہ سماچار کا ایڈیٹر دے رہا ہے اس وقت تک تین نمبر نکال چکا ہے۔ ایک نمبر میں کئی ایک کالم سیاہ کئے ہوئے ہیں۔ بر دیکھنے کیلئے کہ خالصہ سماچار کا جواب کیسا معقول اور مدلل ہوگا۔ یہی کافی ہے کہ بابا صاحب کو غیر مسلم ثابت کرنیکے آپ بہر بھائی کبیر کو پیش کرتے ہیں چہ خوب۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے خالصہ دوستوں کے پاس حضرت بابا صاحب کا عقیدہ پیش کرنیکے لئے صرف کبیر بھگت کے ہی شلوک رہ گئے ہیں سوال حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جواب کبیر صاحب کیطرف سے ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ +

اچھوت اقوام کو اوپر اٹھانیکی کوشش

علاقہ دکن میں ایک سوسائٹی اچھوت اقوام میں اپنا کام کر رہی ہے پچھلے دنوں اس کا ایک جلسہ ہوا جسکے صدر گورنر لارڈ ہنٹلینڈ تھے۔ اس سبھا میں شریمتی رنگ امّا نے ایک تقریر کی آپ کے مفصل ذیل الفاظ قابل غور ہیں:۔

اچھوت جاتیوں کو اٹھانے سے بڑھ کر پاک مبارک اور ثواب کا کام مجھے کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ یہ اچھوت جاتیاں کون ہیں؟ یہ ہمارے وطنی بھائی اور وطنیں بہنیں ہیں جو صدیوں اور پیڑیوں سے اس بھارت بھومی کے آب و ہوا سے پرورش پاتے رہے ہیں۔ وہ اتنے ہی پرانے ہیں جتنے کہ یہاں کے پہاڑ اور ندی نالے۔ وہ ہند کی آبادی کا ایک ضروری حصہ ہیں۔ کئی ایسے اسباب ہیں جو کہ ان کے اپنے اختیار سے باہر ہیں۔ انہیں مذہبی اور مجلسی طور پر سخت نقصان کی حالت میں رکھدیا ہے اور انہیں ہمیشہ جاہل اور ناخواندہ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ مگر قدرت نے انہیں مضبوط جسم دیئے ہیں اور مشقت اور اپنے مالک کیلئے وفاداری اور عقیدت کے لحاظ سے وہ دوسری اعلےٰ قوموں اور فرقوں سے کسی حالت میں بھی کم نہیں۔ بطور مزدور اور کسان کے وہ ملک کی بے بہا خدمت کر رہے ہیں۔ مگر کب تک ان کو مذہبی اور مجلسی غلامی میں رکھا جائیگا؟ کیا ہم انہیں دوسرے مذاہب کے شرن میں جاتے دیکھکر خوش ہو رہے ہیں؟ کتنی دیر تک ہم انہیں ان کے حقوق سے محروم رکھینگے۔ جو کہ ہر ایک انسان کو اس مہذب ملک میں حاصل ہیں؟ کیا یہ شرم کی بات نہیں کہ ہمارے چھ کروڑ عورتیں اور آدمی ان حقوق سے محروم رہیں۔ جو کہ ہمیں حاصل ہیں؟ کیا سماج کے لیڈروں کا یہ فرض نہیں کہ انکی جانب سد ماریں؟ کیونکہ پرماتما نے یہ سب لوگ یکساں پیدا کئے ہیں۔ ایک چماری پنچ اتما کو اپنے کو بہتر بنانے کا ویسا ہی حق ہے جیسا کہ ایک راما بائی برہمنی کو"۔

ہم سکھ گوروں کے ممنون ہیں

مہاشہ آشفتہ ایڈیٹر دہرم ویر نے ایک رسالہ شائع کیا ہے کہ سکھ گوروں نے ہندوؤں پر کوئی احسان نہیں کیا۔ مہاشہ آشفتہ جائیں یا سکھ صاحبان۔ مگر ہم مسلمان حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو احترام کی عزت سے دیکھتے ہیں کہ انہوں نے علی الاعلان ہندو قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:۔

تیئے حرف قرآن دے تیئے سپارے کین
تس وچہ پند نصیحتاں سنکر کرو یقین

یعنے قرآن شریف کے تیس حروف اور تیس ہی پارے ہیں اور اس میں لاانتہا نصیحتیں ہیں۔ اے سننے والو نا صرف سنو ہی بلکہ اسپر ایمان لاؤ"۔

اگرچہ نیکی کی اشاعت اور حق کا پرچار کرنا ہر ایک انسان کا فرض ہے اور جو فرد حق کی اشاعت کرتا ہے وہ اپنے اس فرض کو ادا کرتا ہے جو خداوند قدوس نے ہر فرد کی گردن پر رکھ دیا ہے مگر پھر بھی ہم مسلمان جو ذرا ذرا سی نیکی کی قدر کرنیکے لئے تیار ہیں ہم حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی اس بڑی بھاری نیکی کو جو انہوں نے ہندو صاحبان میں قرآن شریف کی اشاعت کی کو خاص عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے حضرت بابا صاحب کو اپنی آنکھوں میں جگہ دیتے ہیں۔

اسلامی شان کا نظارا

دنیا میں جو تاکید اسلام میں حق العباد کیلئے ہے ہم کسی دوسری قوم میں یہ بات نہیں پاتے۔ لوگ قبل از اسلام غلاموں سے سخت ترین وحشیانہ سلوک روا رکھتے تھے۔ مگر اسلام نے دنیا میں اگر غلامی کے جڑوں پر تبر رکھکر اسے نیست و نابود کیا۔ اور اسکی بجائے مساوات کا علم بلند کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی بعثت کے بعد ہم غلاموں کو تخت شاہی پر جلوہ گر پاتے ہیں۔ اوائل اسلام میں جو سلوک نومسلموں کیساتھ روا رکھا جاتا تھا وہ اس امر سے ظاہر ہے کہ ایک نومسلم ہمیشہ اور ہمیشہ کیلئے اپنے خویش و

واقارب کی جدائی اور اپنے وطن کو بھول جانا تھا۔ مگر اب تو وہ باتیں خواب وخیال ہو رہی ہیں۔

ہمیں پچھلے دنوں اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں جانیکا اتفاق ہوا۔ اسلامیہ سٹیم پریس کے مینجر حافظ مظفر الدین صاحب کا ایک کارنمائیاں دیکھکر ہمیں قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا نمونہ یاد آگیا۔ چھ سات سال سے ایک یتیم نامی غریب الوطن لڑکا ان کے پاس رہتا تھا۔ جسکی پرورش وہ بچوں کیطرح کرتے رہے۔ کھانا اپنے ساتھ بٹھلا کر کھلاتے پچھلے دنوں وہ لڑکا بیمار ہوگیا تو حافظ مظفر الدین صاحب اسکی بیماری میں ایسے بیتاب اور دوائی وغیرہ میں ایسے مشغول اور مصروف نظر آئے کہ شاید کوئی مہربان باپ بھی اپنے پیارے بچے کی بیماری میں ایسا سرگردان ہو۔ اور اب اپنی گرہ سے ہزار روپیہ کے لگ بھگ خرچ کرکے ایک نہایت ہی عمدہ اور مالدار گھرانہ میں بچوں کی طرح اسکی شادی کی میرے سامنے ایک شخص نے کراچی سے پانچسو روپیہ کا منی آرڈر بطور نیوتہ یا تبول کے بھیجا۔ مگر حافظ صاحب نے واپس کردیا۔ اور کہا کہ تمام ثواب میں خود ہی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

یہ دیکھکر میری خوشی کو رفرحت کی کوئی حد نہ رہی کہ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی ایسے رحمدل موجود ہیں جو حق العباد کی ہر طرح سے قدر کرتے ہوئے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا عہد یاد دلاتے ہیں

پہلے زمانہ میں نومسلموں کے بھی کچھ حقوق ہوتے تھے

جہانتک تاریخ ہمیں پتہ دیتی ہے تو ہم اس نتیجہ پر مجبوراً پہونچتے ہیں کہ قرون اولےٰ کے مسلمان جب کبھی کسی غیر مسلم کو مسلمان بناتے تو اُسے قرآن شریف اور حدیث وغیرہ اور اسلامی انوار سے ہر طرح متمتع کرتے اسے اپنے گوشت کا پوست سمجھکر اپنی چھاتی سے لگاتے اپنے ہاں انکی شادی کرکے اجنبیت کو خاک میں ملا دیتے اور بجائے ٹیشنلٹی کے ہیونٹی یا مساوات کا علم بلند کرتے۔ مگر اب تو وہ زمانے یا وہ مسلمان خواب وخیال ہوگئے؟ افسوس! ایک نومسلم کے ساتھ جو کچھ سلوک ہم روا رکھتے ہیں اگر اس نومسلم کو اسلامی حقانیت اسکی اکملیت اسکی طہارت اور پوتر تائی پر یقین ہو تو یقیناً یقیناً وہ ایسی دیار کو چھوڑ کر جنگل اور بیابان کی راہ لے۔

افسوس ابتو بعض اشاعت اسلام کا سب سے زیادہ دم بھرنے والی سوسائیٹوں نے یہ بھی سمجھوتہ کرلیا ہے کہ کوئی نومسلم چھ ماہ سے زیادہ نہ رہنے پاوے۔ چھ ماہ یا کچھ کم وبیش اسے وظیفہ دو اس کے بعد نکال دو۔ غضب خدا کا اس سے بڑھ کر بھی دنیا میں کوئی ظلم اور سفاکی ہوسکتی ہے۔ وہ کونسا بے حیا اور بیغیرت ہوگا جو محض وظیفہ کیخاطر نومسلم ہوکر اپنے خویش واقارب اپنے وطن کو ہمیشہ کیلئے تلانجلی دے ایک نومسلم ہمسے یہ توقع رکھتا ہے کہ ہم اسے قرآن شریف اور اسلامی انوار سے مستفیض کریں ایک نومسلم ہمسے یہ توقع رکھتا ہے کہ ہم اسے اپنے گوشت کا پوست سمجھیں۔ ایک نومسلم یہ توقع رکھتا ہے کہ ہم اسے مساوات دیں ایک نومسلم یہ توقع رکھتا ہے کہ ہم اس کی اجنبیت کو اپنی ہمدردی اخوت اور اخلاق ہی سے بالکل نیست ونابود کردیں ایک نومسلم یہ توقع رکھتا ہے کہ ہم اسکے ان تقاضوں کی نگہبانی کریں جو قدرت نے لازمی طور پر ہر ایک زاہد اور دنیا دار کے ساتھ یکساں پیوستہ کردیئے ہیں۔ مگر اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو ان مطالبوں میں سے ایک مطالبہ بھی پورا کرنے کے لئے تیار ہیں۔

ٹبالوی

میاں عبدالعزیز غور سے پڑھیں

آپ کو عامل بالقرآن کہتے ہیں چند ٹریکٹ آپنے ہماری طرف بھیجے ہیں اور ریویو کی اشد تاکید کرتے ہیں جہانتک ہم نے ان کے ٹریکٹوں کو غور سے مطالعہ کیا ہے۔ ہم اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ آپ حدیث کو نہیں مانتے جب صورت حال یہ ہے تو ہم میاں صاحب سے یہ درخواست کریں گے کہ وہ ازراہ کرم یہ تبلائیں کہ قرآن شریف میں صبح کی دو رکعت نماز کی پابندی رکوع وسجود کی باقاعدگی وغیرہ کہاں درج ہے افسوس کہ میاں صاحب ابھی چکڑالوی زہر کا اثر نہ بھگتے۔ ورنہ وہ اگر تھوڑا سا بھی غور وتدبر سے کام لیتے تو انہیں فوراً معلوم ہوجاتا کہ یدوں حدیث شریف کے ہمارا گذارہ مشکل ہے۔

سناتنیوں میں شدھی کی لہر

ہم شدھی کے متعلق اس اخبار کے لیڈر میں اس امر کو ظاہر اور بیّن کرچکے ہیں کہ از روئے اصول ہندوؤں اور آریوں کی مسلمہ کتابوں میں شدھی کا کہیں ذکر تک نہیں ہے۔ مگر ہوا کے رخ کو دیکھکر آریہ بھائی شدھی کیلئے مجبور ہوئے ہیں۔ مگر اب آریوں کے طرح ایکے سناتنیوں نے بھی شدھی کیطرف ہاتھ بڑھایا ہے چنانچہ سیالکوٹ سے خبر آئی ہے کہ ایک محمد رمضان نامی کو سناتنیوں نے شدھ کرلیا اور نام چندر لال رکھا گیا کیا یہ دیکھکر بھی ہماری رگ حمیت جوش میں نہیں آئیگی۔ اور ہم اشاعت اسلام میں قدم نہیں بڑھائینگے۔ حقیقی شدھی صرف اسلام میں ہی پائی جاتی ہے جسمیں اجنبیت کو خاک میں ملاکر دو دریاؤں کے پانی کی طرح ایک کردینے کی خاصیت موجود ہے۔

امریکہ کے سکولوں میں بائبل کی تعلیم قانوناً بند!

یہ امر کس قدر تعجب خیز ہے کہ ایک تو امریکہ سے سینکڑوں ہزاروں عیسائی مشنری ہندوستان میں آکر انجیل اور بائبل کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ لیکن دوسری طرف بقول ایک امریکن نامہ نگار امریکہ کے سکولوں میں بائبل کی تعلیم قانوناً بند ہے عیسائی ملک ہو عیسائی مذہب ہو اور عیسائی گورنمنٹ ہو اور پھر وہاں عیسائیت کی تعلیم قانوناً منع ہو اس سے بڑھ کر حیرت انگیز بات اور کیا ہوسکتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ سنڈیں امریکہ کے آزاد طبع باشندے عیسائیت کی تعلیم کو ناکارہ اور ایک فضول چیز سمجھنے لگ گئے ہیں چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ملک سے اس کا جنازہ نکالنے کے درپے ہیں۔

نیستی سے ہستی انکشاف جدیدہ کی گواہی!

برٹش ایسوسی ایشن ڈنڈی کے سالانہ جلسہ پر جو ۸ ستمبر ۱۹۱۳ء کو منعقد ہوا تھا۔ پروفیسر شافر نے

جو اڈنبرا یونیورسٹی میں علم النفس کے پروفیسر ہیں بصدر جلسہ کی حیثیت سے تقریر کی۔ جسمیں اس سوال پر حیرت انگیز روشنی ڈالی کہ زندگی جیسی کہ انسانوں۔ حیوانوں اور دوسری جانداز مخلوق میں ہے اس کا سرچشمہ کیا اور کہاں ہے"۔

ان کی اس تقریر کے متعلق اخبار سناتن دھرم پرچارک امرتسر میں ایک مضمون چھپا ہے کہ جسمیں سے مرقومہ ذیل سطور ہم اپنے ناظرین کے مطالعہ کیلئے نقل کرتے ہیں :۔

"ہم یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ کوئی ایسی محرک چیز ہے جو بیجان مادہ کو جانداز میں تبدیل کرتی ہے اور زندگی کی ضرورت رفتہ رفتہ ترقی کرنے کے اصول اور عمل کا نتیجہ ہے"۔ آریہ دوست بتلائیں کہ یہ بیتی سے ہستہ ہے یا نہیں؟

خالصہ پنتھ کی حقیقت کا مقدمہ

سکھوں اور آریوں کے درمیان خالصہ پنتھ کی حقیقت" کا مقدمہ ناظم صاحب برنالہ کی عدالت میں کئی ماہ سے چل رہا ہے اس میں سکھوں کی طرف سے بنوگ مخرب اخلاق شرمناک اور ناجائز فعل اور آریوں کیطرف سے اسے دھرم کے انوسار ثابت کرنیکی سرتوڑ کوششیں ہو رہی ہیں اور کئی شہادتوں کے علاوہ بابو شوبرت لال درمن کی بھی شہادت ہوئی ہے جسے ہمعصر ہمالہ نے اپنے ۹ فروری کے پرچہ میں خاص شہادت بتلایا ہے اس میں اور کئی سوال و جواب کے علاوہ بنوگ کے متعلق گواہ مذکور کا مندرجہ ذیل بیان قابل غور ہے :۔

"میں بنوگ کو آجکل کے نقطہ خیال سے ناجائز سمجھتا ہوں میری ذاتی رائے یہ ہے کہ بنوگ خلاف اخلاق ہے۔ اگر عورت اور مرد دونوں اعلےٰ درجہ کے با اخلاق ہوں گے تو وہ خواہش اولاد کو قربان کر دینگے اور بنوگ نہ کرینگے۔ پہلے زمانہ کا اور آج کل کا اخلاق علیحدہ تھا موجودہ زمانہ کا اخلاق اس کو جائز نہیں کہے گا۔ اور آجکل کے ہندو دھرم کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ ۲ ہزار سال کے اندر کوئی مثال بنوگ کی نہیں ملتی"۔

یہ بابو شوبرت لال وہی ہیں جو کسی زمانہ میں آریہ گزٹ کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔

ایک اور شہادت۔ اسی مقدمہ میں پنڈت اجودھیا رام صاحب پروفیسر ڈی۔ اے۔ وی کالج کی جو شہادت ہوئی ہے اس میں بنوگ کے متعلق مندرجہ ذیل سوال و جواب ہمارے ناظرین دلچسپی سے پڑھیں گے۔

سوال عدالت:۔ جسکو اپنے نفس پر ضبط ہو اور اسکی عورت حاملہ ہو تو کیا وہ بھی بنوگ کر سکتا ہے؟

جواب:۔ سوامی جی نے فقرہ ۱۴۴ میں یہ حکم دیا ہے کہ بے بہا دیر یہ کو جو دوسرے کے کھیت میں بوتا ہے اس سے بڑھ کر جاہل کوئی نہیں فقرہ ۱۴۴ میں بیگانی عورت یا رنڈی سے بدفعلی کرنا بھاری گناہ بتلایا ہے فقرہ نمبر ۱۴ میں بیاہ کی ضرورت اور فری لو آزاد محبت کی تردید کرتے ہوئے فقرہ نمبر ۱۴۶ میں بھی بتلایا ہے کہ بنوگ کی اجازت نہیں[۵۱]۔ لیکن رنڈی بازی یا زناکاری کے مقابلہ میں اس امر کو ترجیح دی گئی ہے کہ وہ کسی سے بنوگ کر کے اس کے لئے اولاد پیدا کر دے

سوال عدالت:۔ کیا بیوہ عورت کے علاوہ وہ عورت بھی بنوگ کر سکتی ہے جسکا خاوند زندہ ہو؟

جواب۔ ہاں۔ بیوہ عورت کے علاوہ وہ عورت بھی بنوگ کر سکتی ہے جسکا شوہر نامرد یا دائم المریض ہو[۵۲]

سوال عدالت:۔ کیا بنوگ قابل نفرت شرمناک اور ناجائز فعل ہے؟

جواب ہو نہیں سکتا کیونکہ وید بھگوان اور دھرم شاستروں میں اسکی اجازت اور ودھان ہے۔ یعنی طریقہ بتلایا گیا ہے دیکھو پرکاش ۱۰ ایپاگن ۱۹۱۵ء

ابتک کسقدر جرمن شہزادے لڑائی کی نذر ہوئے

سلطنت جرمن کے

فرمانروا خاندانوں میں سے ابتک یہ سات شہزادے میدان جنگ میں مارے جا چکے ہیں۔ ریاست سیکسی مینین انجن کے دو ریاست جیسی کا ایک ریاست رئیس کا ایک اور ریاست والڈیک اور پیرمونٹ کا ایک۔ اس فہرست کے مطالعہ سے معلوم ہوا۔ کہ جرمنی میں جبریہ اور لازمی فوجی خدمت کے قانون کے سبب سے فرمانروایوں اور شاہزادوں کو بھی عام آدمیوں کیطرح سے فوجی فرائض ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس سے ایک فائدہ یہ ہے کہ تمام فوج کا دل مطمئن رہتا ہے اور وہ بڑے جوش و خروش سے مردانہ اور بہادرانہ جنگ کر سکتی ہے

KHILAFAT LIBRARY

پاؤنیر کی الٹی منطق

ہمارا اینگلو انڈین ہمعصر پاؤنیر نے جسکا کام ہی ہر ایک ایسی معاملہ کی مخالفت کرنا ہے۔ جس سے ہندوستان کا فائدہ منصور ہو۔ آپنے ۲۰ فروری کے پرچہ میں اپنی نرالی منطق سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہندوستان میں برآمد گندم کی وجہ سے گرانی نہیں ہو سکتی بلکہ برآمد کا انسداد کر دیا گیا تو غلہ کے گراں ہونیکا احتمال زیادہ ہے۔ ہمعصر مذکور کہتا ہے کہ اگر گیہوں کی برآمد پر زیادہ طویل اور سخت بندش عاید کر دی گئی تو اس دایمی بندش سے ہندوستان کی کاشتکاری تباہ ہو جاویگی لیکن اگر جنگ کے خاتمہ تک قیمتوں کی کمی کیلئے برآمد قطعی مسدود کر دیگئی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ارجنٹائن کے کاشتکار بہت دولتمند ہو جائینگے۔ گیہوں ہندوستان کے باہر نہایت گران ہو جاویگا اور اس وقت تک ارزاں نہیں ہوگا۔ جب تک یہ بندش دور نہیں کر دیجائیگی لیکن ہندوستان کے باہر کی یہ گرانی بڑے سرمایہ داروں کو لالچ دلائیگی کہ وہ اپنے تمام خریدے ہوئے ذخیرہ کو روک رکھیں بلکہ اور غلہ خرید کر کے جمع کرتے جائیں تاکہ جسوقت بندش دور ہو اسوقت وہ اپنا غلہ باہر ایسے مقامات کو بھیجدیں جہاں کہ گرانی انتہائی درجہ تک پہنچی ہوئی ہو"

ایسے نازک موقعہ پر جبکہ سول ملٹری گزٹ جیسے اینگلو انڈین اخبار نے گورنمنٹ کو برآمد بند کرنے کا پرزور مشورہ دیا ہے۔ ہمعصر پاؤنیر کی یہ خامہ فرسائی عاقبت اندیشی سے بعید اور دور اندیشی سے باہر ہے۔

---

۵۱ پنڈت دیانند صاحب بنوگ کو جلدی سے جلدی جاری کرنے کے متعلق ہدایت دے گئے ہیں ر۔

۵۲ افسوس پنڈت راجارام صاحب نے یہاں پر آدمی صداقت کا اظہار نہیں کیا کہ وہ عورت بھی بنوگ کر سکتی ہے۔ جسکا خاوند دہن بدیا یا دھرم حاصل کرنے لئے باہر گیا ہوا ہو۔ (نور)

دلچسپ نوٹ

طاعون کا مجرب علاج :۔ ہم ایک دفعہ پہلے بھی لکھ چکے ہیں اور پھر لکھتے ہیں کہ بہت سے احباب تصدیق کرتے ہیں کہ طاعون کی اگر کوئی دوائی ہے تو وہ صرف ٹنکچر آیوڈین ہی ہے جو ایک بہت سستی دوائی ہر انگریزی دوا فروش اور ہسپتال سے مل سکتی ہے ایک اونس یعنی اڑھائی تولہ پانی میں ۴۰ سے ۵۰ قطروں تک آیوڈین ڈال کر ہر دو گھنٹہ کے بعد مریضوں کو دینا چاہیئے بچوں کو ایک یا دو قطرے گلٹی پر بھی دوا لگانی چاہیئے بخار کے شروع ہوتے ہی اس دوائی کا استعمال شروع کر دیں غذا نرم دودھ وغیرہ قسم کی دیجاوے۔ دوائی دیتے وقت خاص احتیاط لازمی ہے تاکہ زیادہ نہ دیجاوے کیونکہ ٹنکچر آیوڈین ایک قسم کی زہریلی دوائی ہے۔

ہمارے خیال میں رعایا پرور گورنمنٹ یہ انتظام خود اپنے ہاتھ میں لے کر کونین کیطرح آیوڈین کو بھی عام رواج دینا چاہیئے

ہاتھی کے پیٹ میں انگوٹھی :۔ انگریز عجیب غریب کام لئے جاتے ہیں اس کی تازہ مثال ایک اور پیجئے۔ امریکہ میں ایک سرکس کمپنی کے پاس ایک بڑا ہاتھی تھا ایک دن اس کمپنی کا ماسٹر ہاتھی کو مٹر کی پھلیاں اپنے ہاتھ میں رکھکر کھلا رہا تھا۔ اسی ہاتھ میں اس نے ایک ہیرے کی انگوٹھی قیمتی ڈیڑھ ہزار روپیہ کی پہنی ہوئی تھی۔ ہاتھی نے پھلیوں کے ساتھ انگوٹھی کو بھی کھینچ لیا اور باوجود شور مچانیکے اندر نگل گیا وہ حیران تھا کہ کیا کرے۔ آخر اس نے ایکس ریز کے ذریعہ معلوم کیا کہ وہ انگوٹھی گلے کی ایک نالی کے ایک طرف بڑی مضبوطی سے لگی ہوئی ہے۔ تب ایک وٹرنری ڈاکٹر کو بلا کر ہاتھی کا اپریشن کرا کر انگوٹھی کو نکلوایا۔ اسطرح سے ہاتھی کی جان بھی بچ گئی اور انگوٹھی نکل آئی۔

ڈاک خانوں کا ملک :۔ دنیا کے سیاحوں نے سوئٹزرلینڈ کو یورپ کی تفریح گاہ کے نام سے یاد کیا ہے اسکی آب و ہوا نہایت خوشگوار اور صحت بخش ہے قدرت کے سین دلکش ہیں اور ہوٹلوں کی اتنی کثرت ہے کہ یہ ملک کی کروڑہا پونڈ سالانہ آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ اجنبیوں کی سہولت کی خاطر گورنمنٹ نے ڈاکخانوں کا انتظام کمالیت کو پہونچا دیا ہے اور اس لحاظ سے یورپ کے دیگر ممالک بمنزلہ اس کے شاگرد کے ہیں اس وقت سوئٹزرلینڈ میں کل ڈاکخانوں کی تعداد ۱۷ ہزار سے کم نہیں

کوہ الپس کی چوٹی پر چٹھی رساں

دشوار گذار کوہستانی علاقوں میں بھی آپ کو ڈاک باقاعدہ آتی رہیگی۔ کوہ جنگفراڈ پر چٹھی رساں ان لوگوں کو بھی پیغام پہونچاتا ہے جو سطح سمندر سے ۱۳ ہزار فیل بلندی پر رہتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ کا محکمہ ڈاکخانجات پبلک کی ایسی خدمات بھی سرانجام دیتا ہے کہ آپکو اسکا وہم بھی نہیں ہوگا۔ مثلاً وہاں

چٹھی رساں قرض بھی وصول کرتا ہے۔

اگر آپ نے کسی سے قرض وصول کرنا ہو اور آپ کو اس کے پاس جانا منظور نہ ہو۔ آپ ایک لفافہ میں اپنا بل چٹھی رساں کے پاس بھیجدیں پوسٹل حکام روپیہ وصول کر کے آپکے حوالے کر دینگے اور اپنی تکلیف کا معمولی سا معاوضہ رکھ لیں گے یہ معاوضہ ایک فیصدی سے زیادہ نہیں۔ اگر روپیہ وصول نہ ہو سکے تو بل آپ کو واپس کر دیا جائیگا۔ کیونکہ گورنمنٹ کو بجبر روپیہ وصول کرنیکا حق حاصل نہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

چاند کی گذشتہ تاریخ

پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے

بعض عالموں کا خیال ہے کہ کسی زمانہ میں چاند ہماری زمین کیطرح اپنے محور کے گرد چکر لگایا کرتا تھا۔ جب زمین نے اپنی کشش سے اسے کھینچا تو وہاں کے سمندر متلاطم ہو گئے اور مدوجزر کی کیفیت نظر آنے لگی یعنے جسطرح کہ موجودہ حالت میں چاند کے اثر سے مختلف سمندروں کی سطح معمول سے زیادہ بلند ہو جاتی ہے اسی طرح اس وقت زمین نے چاند کے پانی کو اس زور سے کھینچا کہ اسکی حرکت کم ہوتے ہوتے بالآخر ٹھہر گئی۔

چاند کا خزانہ لٹ گیا

بعض اصحاب معترض ہونگے کہ چاند میں تو پانی کا نام و نشان بھی نہیں۔ پھر اس میں مدوجزر کے کیا معنے۔ لیکن یہ ہم اسی وقت فرض کر سکتے ہیں جب چاند کو زمین ہی کا ایک ٹکڑا تصور کر لیں جو کسی زمانہ میں ٹوٹ کر آسمان کی فضائے بسیط میں چلا گیا۔ لیکن اس کے جواب میں کیا یہ بات قرین قیاس نہیں اور اس سے معقول تر نظر نہیں آتی کہ زمین کی پیدائش سے کہیں پہلے چاند آفتاب کی طرح نہایت گرم بخارات لئے ہوئے آسمان میں گھومتا تھا۔ جب قدرت کے کارخانہ وسیع سے زمین تیار ہوئی اور اس کی عظیم کشش نے چاند کو اپنی طرف کھینچا تو وہ تمام سیال اور مادیات زمین کیطرف آگئے اور چاند کا اندرونی حصہ جو مقابلۃً ٹھوس تھا۔ موجودہ ٹنڈ منڈ حالت میں رہ گیا۔ پس اس میں پہلی سی طاقت نہ رہی اپنے محور کے گرد چکر لگانا بھول گیا۔ اور لاکھوں سالوں سے یہ زرد کرہ زمین کیطرف حسرت بھری نگاہوں سے تک رہا ہے۔

گمنام کروڑپتی۔ چند ماہ کا عرصہ گذرا کہ انگلستان میں ڈیوک آف ڈورڈ کی وسیع جاگیروں کی فروخت کا اعلان ہوا تھا۔ تو اس کے چند ہفتے بعد اخبارات نے لکھا کہ مسٹر میلابے ڈیلی نے ۳۰ لاکھ پونڈ دیکر ان جاگیروں کو خرید لیا ہے۔ عوام الناس کو اس سے پیشتر بالکل معلوم نہ تھا کہ مسٹر ڈیلی کون ہیں۔ اب پتہ لگا ہے۔ کہ مسٹر موصوف کے مالی ذرائع کا کچھ ٹھکانہ نہیں۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ مسٹر ڈیلی تو کیا۔ خاص لنڈن میں ہزارہا ایسے شخص موجود ہیں جو نصف گھنٹہ کے نوٹس پر آپ کو کروڑہا پونڈ بطور قرض دیسکتے ہیں اگرچہ اس وقت وہ گمنامی کی ظلمت میں چھپے ہوئے ہیں۔ ایک ایسے ہی چھپے رستم مسٹر برتھ کرسپ کا نام آپ نے سنا ہوگا۔ آپ ہی حضرت ہیں کہ جب چین کو دس کروڑ پونڈ دینے کا سوال پیش ہوا۔ اور گورنمنٹ ابھی پس و پیش میں ہی تھی۔ کہ آپ نے جھٹ سے گورنمنٹ چین کیساتھ عہد و پیمان کرنے شروع کر دیئے اور دس کروڑ پونڈ لیکر تبادلہ گھر آفس میں حاضر ہوئے۔

برٹش پبلک حیران رہگئی جب ایک صبح اسے پتہ لگا کہ مسٹر چارلس مورلین کا انتقال ہو گیا۔ اور وہ پسماندگان کیلئے ۱۱ کروڑ روپیہ کی جائداد چھوڑ گئے ہیں۔ مرحوم کی پبلک حیثیت صفر کے برابر تھی اور وہ اسی حالت گمنامی میں روپیہ جمع کرتا مر گیا۔

شراب اور فوج

مذاہب میں سے سب سے پہلے اسلام نے ہی شراب کے خلاف جنگ کی۔ اور جب رسول مقبول نے حکم دیا کہ شراب حرام ہے تو لکھا ہے کہ شہر کی گلیوں میں پانی کیطرح شراب بہہ

مہی تھی سبحان اللہ کیا پر اثر حکم تھا اسلام میں اسے ام الخبائث لکھا ہے ہندی کتب میں اس کو سرو پان کہتے ہیں اب دیکھ لو ہر طرف سے شراب کی مخالفت اور اسکی خرابی کی آوازیں آرہی ہیں - اور اب یہ مضمون ٹمپرنس سیگزین سے لیا جاتا ہے۔

جج ویسٹوں اخبار ڈیلی نیوز میں رقمطراز ہے - چونکہ عوام الناس کی خواہش ہے کہ میدان جنگ میں جانیوالے سپاہیوں سے جہاں امکان بہتریں سلوک کیا جائے۔ نیز یہ دیکھکر کہ مسکرات پر اس بارہ میں بہت کچھ لے دے ہوئی ہے کہ تھکان کو دور کرنے اور سردی سے محفوظ رکھنے میں وہ کس حد تک مضر یا غیر مضر ہیں۔ مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ناظرین اخبار کے روبرو ان آراء کا نقشہ کھینچ دوں جن پر غور اور خوض کرنا ازبس ضروری ہے۔

سب سے پہلے لارڈ کچنر نے فوجوں میں شراب یا مسکرات کی قسم کے تحائف دینے کی ممانعت کردی ہے جس سے لارڈ موصوف کے ایک ایسے ہی سابقہ فعل کی تصدیق ہوتی ہے یعنی مہم سوڈان کے اثناء میں سپاہیوں کو مطلق کوئی شراب نہیں دی گئی تھی - اور محض شراب کے عدم استعمال کی وجہ سے لارڈ موصوف کو فتح نصیب ہوئی تھی - کیونکہ اس موقعہ پر جسقدر شراب سپاہیوں کی خاطر سامان رسد میں آئی تھی سب کی سب لوٹا دی گئی۔

لارڈ رابرٹس کا مقولہ ہے۔ "مجھے ایک پرہیزگار فوج دیدو پھر جس جگہ چاہو میں اس سے دھاوا کرسکتا ہوں"

سر ہنری ہیولاک اپنے مراسلات میں یورپین سپاہیوں کے ابتداء و ترحم اور فیاضی کو اس امر کیطرف کرتے ہیں کہ ۸ جولائی کے بعد انہیں شراب نہیں ملی - اور نہ اس قسم کی کوئی چیز غرنے کے مال غنیمت میں ان کے ہاتھ لگی - دوسرے موقعہ پر انہوں نے اس طرح اضافہ کیا ہے کہ حیرت انگیز طویل کوچ کے بعد اور کئی قلعہ کو زور فتح کرلینے پر سپاہیوں نے ایسے عمل برداشت اور انسانیت سے کام لیا جسکی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں ملتی - چنانچہ آئندہ کیلئے یہ خیال دل سے نکال دینا چاہیئے کہ شراب سپاہیوں کے راشن کا جزو لاینفک ہے - علاوہ ازیں ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں - کہ زخمیوں کی جلد صحتیابی انکی سابقہ پرہیزگاری پر مبنی ہے۔

لارڈ ولزلی لکھتے ہیں - یہ پرانا عقیدہ کہ پانی میں ملی ہوئی شراب سپاہیوں کے لئے کوچ کے قبل دوران میں اور بعد کو مفید ہے تمام اقوام کے لوگوں کی سائنٹیفک تحقیقات سے غلط ثابت ہوا ہے

نہل الکبیر کے طویل کوچ میں جو رات کے وقت کیا گیا تھا اس نے اپنے ہمراہیوں کو شراب مطلق نہیں دی تھی - اسکی رائے تھی کہ شراب اتنی اموات کا باعث ہے کہ تمام تازہ ترین آلات حرب سے بھی نہیں ہوسکتی۔

برطانوی بیڑے کے امیر البحر سر آر جلیکو نے جو کہ کمانڈر انچیف تھے کئی مرتبہ بمقام جبل الطارق کہا تھا یہ ہر ایک آدمی کا ذاتی تجربہ ہے کہ صحیح نشانہ بازی اور قادر اندازی کیلئے پرہیزگاری ازبس ضروری ہے"۔ علاوہ ازیں اس نے ایک مشہور معلم گولندار کپتان انگلوی کے اس بیان کی بھی پوری تائید کی تھی بڑی احتیاط اور بار بار کے تجربات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ سپاہیوں کو ۱/۲ ۲ تولہ رم پلا دینے سے ان کی سابقہ حالت کے مقابلہ میں نشانہ بازی ۳۰ فیصدی خراب ہو جاتی ہے۔

نیلسن قطب شمالی کی مہم میں اور شیکلٹن قطب جنوبی کی مہم اپنے ساتھ کوئی شراب نہیں لے گئے - ان دونوں کا خیال تھا کہ شراب ان کے ہمراہیوں کیلئے سم قاتل ہوگی۔

سر ٹامس بارلو شاہی طبیب نے ایک عام اطلاعنامہ چار دیگر سربرآوردہ سرجنوں کے دستخطوں سے شایع کیا ہے اسکا روئے سخن تمام خدام سلطنت کی طرف ہے کہ ان جملہ تباہی خیز مقرونوں کے لحاظ سے جو جسم کو پہونچتی ہیں اور صعوبت و جفاکشی کو مدنظر رکھتے ہوئے کم از کم اختتام جنگ تک شراب کو کلیتہً ترک کردیا جائے۔

ایک کتاب کے انطباع پر یہ معلوم ہوا تھا کہ ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء کی مہم میں گیارہ ہزار اشخاص نے فوجی بھرتی کیلئے اپنے آپ پیش کیا تھا - جنمیں سے آٹھ ہزار اشخاص بندوق اٹھا کر چلنے اور قواعد پریڈ کی سختی برداشت کرنے کے ناقابل پائے گئے جب اس قسم کے بہت سے واقعات ظہور پذیر ہوئے تو گورنمنٹ نے اس معاملہ کو ہاتھ میں لے لیا پھر ایک طویل تحقیقات اور ۶۸ محاضرین کی شہادتوں کے بعد یہ نتیجہ نکلا کہ شراب جسمانی تخریب کا ایک نہایت مہلک آلہ ہے

KHILAFAT LIBRARY

زلازل و نوازل!!!

آج کل تمام دنیا ایک سرے سے دوسرے سرے تک زلازل و نوازل اور حوادث و شدائد کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے - یورپ میں ایسی مہیب و شدید نار الحرب مشتعل ہو رہی ہے کہ جسکے شعلے اور زمانہ سے کوئی ملک اور کوئی قوم محفوظ و مصئون نہیں - ہندوستان طاعون قحط اور تعطل کاروبار کے مصائب و نوائب میں مبتلا ہے اٹلی کو جنگ طرابلس کے عواقب و نتائج بھگتنے سے ابھی مہلت نہیں ملی تھی - اور تلافی مافات کی غرض سے اس نے اپنے آپ کو نار الحرب سے دور رکھنا مناسب سمجھا تھا - کہ قدرت نے اس کو زلازل سے تباہ و برباد کردیا - چنانچہ روما کا تار مورخہ ۱۴ جنوری مظہر ہے کہ مقام اکوئنا اور ٹیپلز کے درمیان شدید زلزلہ آیا - کئی مقامات میں نصف درجن سے لیکر بیس پچیس اشخاص تک ہلاک اور ان سے زیادہ مجروح ہوئے - قصبہ آدیزا تو بالکل تباہ و برباد ہوگیا ہے اور ہزارہا نفوس تلف ہوگئے ہیں روما کے گرجا سینٹ جان لیٹرن کی چھت پر جو سینٹ مال کا مجسمہ ہیں نیٹ بلند نصب تھا وہ زمین پر گر کر چکنا چور ہوگیا - مقام اویزا اور اس کا ملحقہ علاقہ بھی ویران ہوگیا ہے صرف آٹھ سو آدمیوں کی جانیں بمشکل تمام بچائی جاسکی ہیں - جن میں زیادہ تر تعداد مجروحین کی ہے - قصبہ پوٹنزا میں ہولناک مصیبت کا اندیشہ کیا جاتا ہے - اس قصبہ تک آمد و رفت کے تمام وسائل منقطع ہوگئے ہیں - اس شدید زلزلہ میں کلہم بارہ ہزار آدمی ہلاک اور بیس ہزار مجروح ہوئے ہیں - قرآن کریم میں تدبر و تفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے زلازل و نوازل فسق و فجور ظلم و طغیان اور جور عصیان کے عواقب و نتائج ہوتے ہیں جو خدا تعالےٰ ان کو متنبہ کرنیکے واسطے نازل فرماتا ہے - چنانچہ حضرت شعیب کی قوم زلزلہ ہی سے ہلاک ہوئی تھی والی مدین اخاھم شعیبًا فقال یٰقوم اعبدوا اللہ وارجوا الیوم الاٰخر ولا تعثوا فی الارض مفسدین فکذبوہ فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جٰثمین (پ ۲۰ العنکبوت ع ۴) اور ہمنے مدین کے رہنے والوں کیطرف انکے بھائی شعیب کو پیغمبر بنا کر بھیجا تو انہوں نے اس سے جاکر کہا کہ بھائیو خدا کی عبادت کرو اور روز آخرت کا خطر ملحوظ رکھو اور ملک میں فساد پھیلاتے نہ پھرو تو انہوں نے شعیب کو جھٹلایا - پس بھونچال نے اس کو آلیا - اور اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے۔

نور الدین تاجر چرم از گوجرانوالہ

قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت

گذشتہ سے پیوستہ

نمبر (۳)

علاوہ بریں یہ کہ قرآنی الفاظ فصیحہ و عذبہ اور اسلوب جدیدہ دلپسند یدہ اور نظم شیقہ اور تالیف انیق اور ادائے مطالب بلاتحقیق اور مطابقت مقتضائے مقام بلاعیب دخلل ہو کے سبب اعجاز ہے اور دوسرا اعجاز اخبار غیب۔ قصص ماضیہ اور پیشین گوئیاں ہیں جنسے کلام پاک پُر ہے۔

یہی علماء محققین اور حذاق کا مذہب ہے۔ قرآن مجید کے اعجاز بیان کرنے میں علماء کا اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن سرتا پا اعجاز ہی اعجاز ہے۔ کیونکہ جس عالم کی جس پہلو پر نظر پڑی اس نے اسی کو بہت بڑا اعجاز سمجھا کسی کا خیال ہے کہ الفاظ ہی شیریں ہیں۔ کوئی کہتا ہے نظم و ترتیب ہی نہایت عمدہ ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ اخبار غیب ہی باعث اعجاز ہیں قرآن کے اس اعجاز نے نہ صرف مسلمانوں کو ہی اپنا مفتون بنایا تھا بلکہ دشمنان اسلام کو بھی اپنا شیدا کر لیا تھا۔ وہ فصحائے عرب جو مسلمان نہیں تھے بلکہ مسلمانوں یا بانیٔ اسلام سے عداوت رکھتے تھے۔ قرآن کی معجز بیانی پڑھتے ہوئے تھے اور اپنے اپنے مذاق کے مطابق اس کو سحر کہتے تھے۔ ولید بن مغیرہ مکہ کا رہنے والا غیر مسلمان ہونے پر بھی قرآن مجید کو سحر کہتا تھا۔ لبید بن ربیعہ قبل حالت کفر میں تحدی قرآن کو حق سمجھ کے مسلمان ہو گیا تھا۔ اسی طرح بہت سے فصیح اور بلیغ قرآن مجید ہی کے اعجاز سے ایمان لائے۔

عرب میں اس زمانہ میں فصاحت و بلاغت کا دریا بہ رہا تھا اور ان کی بزرگی اور عظمت علاوہ حسب و نسب کے اسی شاعری پر بہت موقوف تھی۔ کچھ اہل حجاز ہی پر یا قریش پر فصاحت موقوف نہ تھی۔ بلکہ غیر قریش بھی ان سے بڑھے ہوئے تھے۔ سبعہ معلقہ والا قریش نہ تھا۔ پچاس قبایل کے شعرا کا کلام تمام عرستان میں بج رہا تھا۔ جن میں چند حسب ذیل ہیں:۔

کنانی۔ تغلبی۔ بکری۔ ہذلی۔ تمیمی۔ عبسی۔ نخعی۔ کندی۔ قیسی ذبیانی۔ شیبانی۔ ثعلبی۔ طائی۔ یشکری۔ نمری۔ خثعمی۔ مازنی وغیرہ

ان ہی پچاس قبایل کے شعرا کی دھوم تھی۔ اور انہی کا بہت بڑا عروج تھا۔ ان ہی کا کلام اس قدر مستند ہے کہ بعد از اسلام بھی مسلمانوں کے دارالعلوم میں پڑھایا گیا۔ اور ہنوز انکی درس تدریس جاری ہے۔ اگرچہ ان کے محاورات میں باہم بعض تفاوت پر اختلاف ہے لیکن یہ اختلاف عیب میں داخل نہیں ہے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان میں وحشی اور غریب کا استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ جو الفاظ اور جو محاورہ ایک قبیلہ کے ہاں متروک ہے وہی الفاظ اور وہی محاورہ دوسرے قبیلہ کے ہاں رائج ہے۔ کتب فصاحت میں تو وحشی اس لفظ کو کہتے ہیں جو شیریں نہ ہو اور ذوق سلیم اس کی ترکیب حروفی سے متنفر کرے تاکہ مستندین زبان کے نزدیک مانوس الاستعمال نہ ہو اور غریب اس کلمہ کو کہتے ہیں جو مستندین زبان کے نزدیک مشہور الاستعمال نہ ہو۔ اور اس کے معنے کھلے ہوئے نہ ہوں۔ بہرحال الفاظ کی وحشت و غرابت ان اہل عرب کے استعمال پر موقوف ہے جنکی عربی موثق اور مستند ہے نہ صرف قریش کے استعمال پر اور نہ صرف اہل حجاز پر پھر علماء نے وحشی کی دو قسمیں کی ہیں۔ ایک غریب حسن دوسرے غریب قبیح۔ ہاں جو الفاظ کہ بوجہ تنافر حروفی وغیرہ کے ذوق سلیم میں متنفر ہوں۔ وہ غیر فصیح سمجھے جاوینگے۔ گو مستندین زبان ہی کافی نہیں بلکہ دیگر شروط بھی مقرر ہیں جنکے باعث بھی عدم فصاحت ہو جاتی ہے۔ کتب لغت سے ظاہر ہے کہ ان قبایل کے محاورات میں بہت کم فرق تھا۔ مثلاً بقی اور رضی کسرہ العین کو قبیلہ کلمی مفتوح العین پڑھتے ہیں۔ اور دعیت مجہول العین کو دعت اور بادیہ کو بادات پڑھتے ہیں۔ اور اہل عالیہ لفظ وتر کو بمعنے فرد بالکسر اور بمعنی کینہ بالفتح بولتے ہیں اور اہل حجاز برعکس۔ لفظ مسکن کو تمام عرب مکسور العین پڑھتے ہیں اور اہل حجاز مفتوح العین اور بھی نیم تضعیف میں ہمیشہ ادغام کرتے پڑھتے ہیں۔ (صباح القان)

قبل از اسلام اہل مکہ اور غیر قبایل میں باہم مشاعرات و مباحثات ہوا کرتے تھے اور یاد کرتے تھے اور وہ ان کے اچھے کلام کو پسند کر کے حفظ کر لیتے تھے۔ ان کی زبانوں میں کوئی بین مغائرت یا اختلاف نہ تھا۔ جبل عرفات کے نیچے مکہ معظمہ کے پاس ہر سویں دن ایک بازار لگتا تھا۔ بڑی بھاری تجارت ہوتی تھی۔ صدہا کوس سے مال تجارت یہاں لاکر فروخت کیا جاتا تھا اور ایک عجیب چہل پہل ہو جاتی تھی۔ اسکے علاوہ بڑا فائدہ یہ تھا کہ عرب کے ادنے کے ادنے قبیلہ کی بڑائی بھلائی آناً فاناً میں تمام عرب میں پھیل جاتی تھی۔ ان کی معاشرت سیدھی سادی اور صاف اور بے لوث تمدن تھا۔ جطرح کسی زمانہ میں یونان میں پہلوانوں کا دنگل بند ہا کرتا تھا۔ اور بڑے کشتی گیر اور شہسوار دنگل میں زور آزمائیاں اور اسپ تازیاں کیا کرتے تھے۔ یہاں انکے مقابلہ میں شعراء کا مجمع ہوا کرتا تھا۔ اور ان کی بلند خیالی کے گھوڑے دوڑا کرتے تھے۔ تمام بدوی دور دور کے مسافر نہایت سرگرمانہ مشوق سے شعراء کے اس مجمع میں شریک ہوتے تھے اور انہیں بالطبع اس جلسہ سے مذاق حاصل تھا۔ ان میں سے ایک شخص جو ابھی تک خاموش بیٹھا تھا۔ اور جس نے اپنا حسب و نسب یا اپنا نام کچھ بیان نہ کیا تھا۔ دفعتہً اٹھ بیٹھتا تھا اور اپنے اشعار پڑھنے شروع کر دیتا تھا۔ ان خوش اسلوب اشعار کا مضمون شجاعت جوش و خروش۔ جدال و قتال فخر خاندان رفاقت دوستانہ۔ سخاوت۔ مہمان نوازی۔ نیکنامی۔ دوامی وحشت مقام۔ دریاؤں کی روانی۔ جنگلوں کی ویرانی۔ کوہستانی وحشت۔ خوشنما جزیرے۔ سرسبز جنگل اور ٹیلے۔ شاداب وادیاں حیوانات کی وحشت۔ گھوڑوں اور اونٹوں کی تعریف عشق اور دل کی بیتابی۔ طبیعت کی پیشانی خیالات کی بلند پروازی۔ صبر استقلال کی شوکت کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تھا۔ اشعار میں فطری مضامین کے سوا خیالی مضمون کا نام و نشان بھی نہ ہوتا تھا جذبات دلی کی سچی کیفیت اور ان کا اظہار عربوں سے بہتر کسی نے بیان نہیں کیا۔ ان کے اشعار سے مردہ دلوں میں زندگی کی نئی اور تازہ روح پیدا ہوتی تھی اور وہ فطرت انسانی کو صرف اپنے پرزور اشعار ہی کی وجہ سے قدرت کے بلند مقام پر پہنچا دیتے تھے۔ صحرانوردی اور آزادی کی بے انتہا تعریف اور اس خداداد آزادی کے آگے سلطنت کو ہیچ سمجھنا یہ ان کے اشعار کا بڑا مفہوم ہوتا تھا۔ ساتھ ہی حسن بلکہ نفس حسن کی سچی تعریف میں بھی وہ ہرگز فروگذاشت نہ کرتے تھے اور حق یہ ہے کہ ان کی شاعری تصنعات سے بالکل پاک اور بے لوث ہوتی تھی ان اشعار کی صدائیں اور آفرین کے نعرے ایک نئی جودت شاعر کے دل میں پیدا کرتے تھے۔

مذہبی دنیا میں ایک بےنظیر معلومات کا اضافہ

(آدھ گرنتھ کی شرح)

سردار گوجر سنگھ صاحب لاثانی گرنتھی کی قلم سے

(گذشتہ سے پیوستہ)

(نمبر ۱۲)

جوگی مت (۱۲)

جوگیوں کا عقیدہ ہے کہ پرکرتی کے برہم کے سنجوگ سے تین پرمانیک چیلے جنے۔ برما۔ وشن۔ اور شوجی جو کہ سناتن جاترا کے بڑے کارکن ہیں

گورو نانک صاحب (۱۲)

سکھوں کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انتظام پروردگار کے ہی قبضہ قدرت میں ہے کسی کو اس کے انتظام میں دخل نہیں ہے یعنی پروردگار نے تین گن پیدا کئے۔ جیسا کہ گورواکھیہ:۔ (سکھمنی صاحب)

"جہنہ آپ رچیو پرپنچ اکار۔ تینہ گن میں کینو دستھار"

بعدہٗ جیوؤں کو خود ہی پرورش کرتا ہے۔ جیسے گورواکیہ:۔

"جیا کی جگت جانکے سب نانو انتر باہر جانو ساتھ" (سکھمنی صاحب)

گوروجی صاحب ہندوؤں کے عقیدہ کو رد فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پروردگار کو یہ تینوں دیوتا جو کہ محدود اور مجسم ہیں کیسے چلا سکتے ہیں۔ پیارو واقعی یہ بڑی اشچرج والی بات ہے پھر سہ بارہ بڑی تاکید مزید کیساتھ گوروجی سکھوں کو اپدیش کرتے ہیں کہ اکال پرکھ (یعنے اللہ) کو نمسکار کرنی چاہیئے جو کہ ادل ہے بےرنگ ہے جسکا کوئی اول و آخر بھی نہیں ہے۔ ازلی و ابدی ہے اور ہر زمانے میں ایک حالت پر ہے۔

(پوڑی ۳۰)

آسن لوئے لوئے بھنڈار
جو کچھہ پایا سو ایکا وار
کر کر دیکھے سرجنہار
نانک سچے کی سچی کار!
ادیش تسے ادیش!
آد انیل انادانا ہت جگ جگ ایکو ویس"

(جوگی مت ۱۳)

"جوگیوں کا نشچہ ہے کہ بشن دیوتا تمام مخلوقات کی پرورش کرتا ہے"

(گورو نانک صاحب ۱۳)

گوروجی فرماتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہر دو پالک ہے۔ اسکے بھنڈار جگہ جگہ ہیں۔ پیارو واہگورو کا اشچرج کو تک آنکھوں کے سامنے ہے۔ چکر بڑا عمدہ باندھ رکھا ہے سورج کی کرنیں سمندر سے پانی کھینچتی ہیں۔ پھر بادل بنکر برس پڑتا ہے ہر ایک جیو جنت پھل بوٹے کو ہرا بھرا کرتا ہوا پھر سمندر میں جا پڑتا ہے۔ پروردگار نے دنیا پیدا کر کے کسی دوسرے کے سپرد نہیں کی ہے۔ بلکہ خود ساج کر کے خود ہی سنبھالتا ہے واہگورو سچا ہے۔ واہگورو کے سب کام سچے ہیں۔ گوروجی بار بار تاکید سے یہی فرماتے ہیں کہ نمسکار اکال کو کرو جو کہ ادل ہے بےرنگ ہے جسکا کوئی اول و آخر بھی نہیں ہے۔ ازلی و ابدی ہے۔ ہر ایک زمانے میں ایک حالت پر ہے

(پوڑی ۳۱)

"ایکوں جیبھوں لکھ ہوئے لکھ ہوویں لکھ بیس
لکھ لکھ گیڑاں آکھیئے ایک نام جگدیش
ایت راہ پت پوڑیاں چڑھیئے ہوئے اکیس
سن گلاں اکاش کی کیتاں آئی ریس!
نانک نذریں پائیئے کوڑیں کوڑی ٹھیس"

(جوگی مت ۱۴)

"جوگی مکتی (نجات) کرموں سے مانتے ہیں"

(گورو نانک صاحب ۱۴)

گوروجی مہاراج فرماتے ہیں کہ اگر ایک زبان کی صد ہزار زبان ہو اور وہ صد ہزار بیست صد ہزار میں مضروب ہو۔ ازاں جملہ فی واحد صد ہزار دفعہ حق حق کہے۔ اسی طرح کرتے چلے جاویں تو بھی اس ذات پاک تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ گورواکھیہ:۔

لکھ نیکیاں چنگائیاں لکھ پناں پردان
لکھ تپ اوپر تیرتھاں ہیج جوگ بیابان
لکھ سورتن سنگرام رن میں چھٹیں پران
لکھ شرتی لکھ گیان دھیان پڑھیں پاٹھ پران
جن کرتے کرنا کیا لکھیا آون جان
نانک تتیں متھیا کرم سچا نشان"

کرموں سے نجات چاہنے والوں کی مثال بعینہ ان چرنیٹوں کے ہم مشابہ ہے۔ جو سبک پرواز پرند کو آسمان پر اڑتا ہوا دیکھکر یہ کہدیں کہ ہم بھی سبکسار پرندوں کے پہلو بہ پہلو اڑ رہے ہیں۔ گوروجی فرماتے ہیں کہ نجات فضل پر موقوف ہے بذریعہ کرم کانڈ نجات کی امید رکھنا عبث ہے۔

(پوڑی ۳۲)

آکھن زور چلے نہ زور
زور نہ منگن دین نہ زور
زور نہ جیون مرن نہ زور
زور نہ راج مال منفو
زور نہ شرتی گیان دھیا
زور نہ جگتیں چھپے سنسار
جس ہتھ زور کر دیکھے سوئی
نانک اوتم نیچ نہ کوئی"

(جوگی مت ۱۵)

"جوگی جیو کو انڈیپینڈنٹ یعنے سنتنتر مانتے ہیں"

گورو نانک صاحب (۱۵)

گوروجی فرماتے ہیں کہ جیو گورو کے حکم کے اندر انڈیپینڈنٹ ہے۔ کیونکہ جیو تو بغیر حکم بات تک نہیں کر سکتا اور خاموش بھی نہیں رہ سکتا۔ طلب بھی زور سے نہیں اور داد و دہش بھی زور سے نہیں۔ زندگی بھی زور سے نہیں۔ اور موت بھی زور سے نہیں۔ سلطنت و مال و جاہ زور سے نہیں۔ تصور اور عرفان زور سے نہیں۔ دور دنیا سے نجات پانیکی مگنت بھی زور سے نہیں جسے چاہے پروردگار ایسا زور عطا فرماوے۔ یہاں شریف اور رذیل پر حصر نہیں ہے۔

سوال:۔ حضور پانچ مراتب بیان فرماویں کہ جنکے درمیان سے عارف کو گذرنا پڑتا ہے؟

پہلا درجہ دھرم کھنڈ (شریعت)

(پوڑی ۳۳)

(جواب) راتی رتی تھتیں وار

KHILAFAT LIBRARY

تازہ خبریں

(۱) **خاکسار ایڈیٹر نور** قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ میں مشغول ہے۔ امید کہ انشاء اللہ تعالےٰ پہلا پارہ بہت جلد ناظرین کے ہاتھوں تک پہونچ جاویگا۔ دوست دعا فرماویں کہ مولےٰ کریم اس کارخیر میں میرا حامی وناصر ہو۔ خاکسار جب تک قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ میں مشغول ہے اخبار پندرہ روزہ شایع ہوگا۔ اکثر بہی خواہاں ملت کی یہی رائے ہے

(۲) پچھلے ہفتہ قادیان میں بکثرت بارش ہوئی۔ ژالہ باری سے چنا کی کھیتی کو نقصان پہونچا مگر الحمدللہ کہ گیہوں کی کھیتی کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

(۳) حضرت خلیفۃ المسیح رضہ راضی خوشی قوم کی اصلاح اور بہتری میں دل وجان سے مصروف ہیں۔

(۴) ایک تجربہ کار مسیحی پرچہ آجکل حضرت صاحب سے مسیح مذہب کے متعلق بحث کر رہے ہیں۔ اور حضرت کے انوار وبرکات سے مستفیض ہو رہا ہے۔ کچھ تعجب نہیں کہ اس پرچہ کے ناظرین کے ہاتھوں میں پہنچنے تک وہ مشرف باسلام ہو جائیں۔

(۵) خدا تعالےٰ نے خلیفہ ڈاکٹر رشید الدین صاحب کو لڑکا بخشا مبارک ہو۔

چین وجاپان۔ ٹوکیو اخبارات لکھتے ہیں کہ جاپان سنگ ٹاؤ اور چین کے دیگر مقامات میں قلعوں کی سیاہ کو تقویت دے رہا ہے صیغہ جنگ اسے محض معمولی فوجی کام بتاتا ہے

سفارتانہ جواب سر ایڈورد گرے نے ایک سوال کے جواب میں کہ کیا فرانس انگلستان وروس نے بلگیریا وسرویا کے باہمی اتفاق کیلئے موخر الذکر کو مشورہ دیا ہے کہ وہ مقدونیہ کا کچھ علاقہ بلگیریا کو تفویض کر دے۔ کہا کہ برٹش فرنچ اور روسی گورنمنٹیں رہاستہائے بلقان کے ہر تنازعہ وسئلہ کے دایمی وپائدار تصفیہ میں حسب سابق ہمیشہ مدد دیتے رہینگے۔ اور تینوں گورنمنٹیں اس مدعا کے حصول کے لئے کوئی موزون موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دینگی۔

بلگیریا میں نازک حالت ۱۰ مارچ ایکوڈی پیرس رقمطراز ہے کہ یونان کیطرح صوفیہ میں بھی انقلاب وزارت کے آثار ہویدا ہیں چنانچہ ایم رادڈ سلاوف ایڈریانوپل کی طرف پیشقدمی کرنا چاہتا ہے اور شاہ بلگیریا اس کے خلاف ہے اور یہ کہ ایم رادڈ سلادوف نے اس ارادہ سے یونان کو بھی مطلع کر دیا تھا۔ پس یہ خیال دقت نہیں رکھتا کہ ایم وینزلوس سابق وزیر اعظم یونان کا شرکت جنگ کا ارادہ بلگیرین رائے کے خلاف ہوتا

جرمنی واسٹریا سے بلغاریہ کا حصول قرض

پاڈینر کا ولایتی نامہ نگار لکھتا ہے کہ ڈیلی میل کا خاص نامہ نگار ۱۰ فروری کو میدان سے مطلع کرتا ہے۔ صوفیہ کی خاص خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ بلگیریا نے جرمنی واسٹریا سے جو چھ ملین پونڈ قرضہ لینے کی تجویز کی تھی۔ ایک قسط بھیجدی ہے جو صوفیہ پہونچگئی ہے۔ وزارت بلگیریا کے اخبارات ظاہر کرتے ہیں کہ قرض مذکور کسی پولیٹیکل شرط سے بلگیریا نے حاصل نہیں لیا۔ لبکارسٹ کا اخبار ایڈی دول لکھتا ہے

وی پی آتے ہیں

جن دوستوں کی قیمت ختم ہے یکم اپریل کو انکے نام وی پی ہوگی۔ بیشتر اطلاعی کارڈ بھی بھیجے گئے ہیں اگر وصولی میں کوئی امر مانع ہو تو فوراً مطلع فرماویں وی پی واپس کر کے دفتر نور کو زیر بار نہ کریں

مینیجر

کہ مستند ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ قرض ہذا کی پہلی شرط یہ ہے کہ اگر رومانیہ اسٹریا پر حملہ آور ہو تو رومانیہ پر بلگیریا یورش کر دے گا۔ مگر خود بلگیریا کسی ایسی شرط کے وجود سے انکار کرتا ہے۔

یونان اور اٹلی۔ ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار واشنگٹن لکھتا ہے کہ یہاں کے بہت سے مدبرین کو توقع ہے کہ یونان واٹلی مارچ کے ختم ہونے پیشتر مغربی متحدہ سلطنتوں وانگلستان وغیرہ ہم شریک حال ہو جائینگے۔ اٹلی مہینوں سے سازوسامان ورسد کا انتظام کر رہی ہے اور اٹلی کے ایجنٹوں کے بیان کے مطابق اب وہ ہمہ وجوہ تیار ہے

متحدہ کامیابیاں۔ ۱۱ مارچ پیرس کی مراسلت مظہر ہے کہ بلجیم میں ۲۴ سینٹی میٹر الواپ سے نیوپورٹ پر سخت گولہ باری ہوئی۔

برٹش سپاہ نے ہمارے بہاری توپخانہ کی امداد سے لزونہز لابسی کے مابین ایک اہم کامیابی حاصل کی اور لابسی اسٹیٹر روڈ کے مشرق میں نیو چیپل نامی گاؤں پر قبضہ کر لیا اور گاؤں مذکور کے مشرق میں میرٹ چیپل کیطرف پیشقدمی کی اور ایک ہزار قیدی ہاتھ آئے جن میں کئی افسر بھی ہیں نیز کچھ ٹریلیوز دشمن سے چھینے گئے۔ جرمنوں کا سخت نقصان ہوا شاپیلین میں جرمنوں نے کئی جوابی حملے کئے مگر ایک انچ بھی زمین نہ لے سکے۔ جس چوٹی پر ہم متصرف ہوئے تھے وہاں ہم نے اپنی پوزیشن کو ترقی دینے کے علاوہ حملہ آوروں کو سخت شکست دی۔

میوز کی ملینہ یوں پر ہمارے توپخانہ نے دشمن کی فوجی خندقوں کو بالکل تباہ وبرباد کر دیا۔

ایک فرنچ جہاز کی غرقابی ایک جرمن آبدوز کشتی نے بیچی ہیڈ کے پرے ایک فرنچ ٹرالر (قسم جہاز) کے قریب پہونچکر جہازیوں کو نواح کے برٹش ٹرالر میں سوار ہونے کا اشارہ کیا لیکن جہاز سے کشتیوں میں سوار ہونے کا وقت دیئے بغیر اس نے گولہ باری شروع کر دی۔ جہازوں کو دوسرے جہازوں میں سوار ہونے میں سخت دقت پیش آئی۔ وہ آخر تیوہیوں میں اترے ہیں ٹرالر آخری مرتبہ بہتا ہوا دیکھا گیا تھا۔ مگر غرقابی کی حالت میں تھا۔

یونان کی مخدوش پولیٹیکل حالت یقین کیا جاتا ہے کہ ایم گونارس بے تعلقی کی پالیسی پر عمل پیرا ہوگا۔ مگر اس کا رجحان کسیقدر انگلستان وغیرہ (اتفاق ثلاثہ) کی طرف ہوگا۔ اس کے تینوں رفقا اور کیبنٹ کے ممبر گرانوس سٹرٹیوس اور بالٹاجیں اتفاق ثلاثہ کے بڑے ہوا خواہ ہیں۔

مغرب چین میں بغاوت سے چینی صوبہ یونان سے سخت شورش کی اطلاع موصول ہوئی ہے باغیوں نے سرکاری سپاہ کو خارج کر کے بیس گھنٹوں کی جنگ کے بعد ہوکو اور ٹشنبو پر قبضہ کر لیا۔ موخر الذکر مقام میں تمام اجنبی محفوظ ہیں۔

آبدوز کشتیوں کا ایک بڑا میصر اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ جرمنی کے پاس آبدوز کشتیاں بہت کم ہیں اور انکی ناقہ بندی بھی موثر نہیں ہو سکتی۔

جرمن آبدوز کشتی غرق کر دیگئی

۱۰ مارچ الارت بحریہ نے اعلان کیا ہے کہ دسٹرائر ایریل نے جرمن آبدوز کشتی نمبر ۲۰ کو غرق کر دیا۔ کشتی مذکور کے متعلقین نے آپ کو حوالے کر دیا

دردانیال کی گولہ باری سے یوروپ و امریکہ کی دلچسپی

سکرٹری آف سٹیٹ ہند کے مرسلہ تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ یوروپ و امریکہ دونوں جگہ دردانیال کی معرکہ آرائی کو نہایت دلچسپی سے دیکھا جا رہا ہے صیغہ بحر کے اعلان کے مطابق ۶ و ۷ مارچ کو تنگ ڈارڈینیلز کے دونوں کناروں کے ایک ایک قلعے کو خاموش کر دیا گیا۔ دیگر جنگی جہازات کے علاوہ کوئین الزبتھ تقریباً ۱۲ میل کے فاصلہ سے اُن پر آتش فشاں ہوا۔ ایشیائی ساحل کے خاموش کردہ قلعہ میں ۱۴ انچ کی دو اتواپ موجود ہیں بحری آلات پرواز نے اتواپ کی رہنمائی کی اور پوشیدہ اتواپ کا پتہ لگایا؟

KHILAFAT LIBRARY

بچے کو ہمیشہ راحت ہے

طلائے رزین اس کے استعمال سے قوۃ باہ و امساک دونوں کو لذت ہوتی ہے اور بدن میں کمزوری نہیں ہوتی یہ بیش بہا طلا ہم از مایتا ایک شیشی صرف ۸ ر کو دیتے ہیں معجون طلسمی اسکے استعمال سے رقت سرعت جریان کمی باہ رفع ہو کر اعلیٰ درجہ کی قوۃ باہ پیدا ہوتی ہے اور جسم توانا ہو جاتا ہے قیمت فی مکس عہ

طلائی طلسمی یہ ان لوگوں کو نادیدہ دیتا ہے جو اپنی قوت زایل کر چکے ہو خواہ کسی باعث سے ہو اعصاب وغیرہ اسکے استعمال سے طاقتور ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی عہ

سرمہ سلیمانی اس کے استعمال سے دھندہ جالا۔ پھولا اور ضعف بصارت موتیا بند وغیرہ کو دور کرتا ہے قیمت فی تولہ ۸ ر

سلون دندان دانتوں اور مسوڑوں کی بیماریوں کو رفع کرنے والا دانتوں کو مثل گوہر آبدار بنانے والا قیمت فی مکس ۴ ر

حکیم محمد حسین لاحکیم سرفراز حسین مالک شفاخانہ احمدیہ بلیگڈھ ضلع دہلی

مفرح یاقوتی

اس کو معتبر و مستند اطباء و اعیان نے آزمایا اور اسکی نسبت بلا اختلاف یہ رائے قائم کی کہ جو تاثیرات کسی عمدہ مفرح دوائی میں ہونی چاہئیں اس میں موجود ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول علیہ السلام نے بھی اسکی نسبت لاریب مفید فرمایا ہے۔ اس لئے ہر ایک آدمی کو ضرورت کیلئے اسی مفرح کو استعمال کرنا چاہیئے۔ جو تفریح طبع مقوی عضلۂ رئیسہ و قوۃ بصر و تقویت معدہ جگر و مشانہ دل و دماغ اور دماغی محنت از بس مفید ہے۔ محرک باہ اور حرارت غریزی اور ازالہ وسواس و غموم و نشاط روح کیلئے بے نظیر ہے قیمت فی ڈبیہ صمہ رعایتی للہ علاوہ محصول ڈاک

منگانیکا پتہ :-

مینجنگ پروپرائٹر کارخانہ مرہم عیسیٰ میرون دہلی دروازہ لوئر لاہور

عہ ۵۹

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بلا قیمت

سنہ ۱۹۱۵ء کی کافوری خبر نامی

خبر نامی نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہے جسکا چکنا کاغذ خوش خط اور سندر لکھائی ہے اور چھپائی بھی عمدہ و صاف ہے یہ خبر نامی بلا قیمت و محصول ڈاک بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہیں تو ایک کارڈ پر متفرق جگہ کے دس شریف اور لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھکر بھیجنے سے واپسی ڈاک سے خبر نامی آپ کی خدمت میں پہونچے گی

ادویات ہر جگہ دوا فروشوں سے دستیاب ہونگی ورنہ براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے ۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

عہ ۶

اگر

آپ اپنے لڑکے لڑکیوں کو تندرست

رکھنا چاہتے ہیں - تو

لال شربت

پلاویں پیدائش کے وقت سے لیکر ہوشیار ہونے تک دوا نکیاں فایدہ کرتی ہے ۔ پینے میں شیریں اور رنگ سرخ ہونیکی وجہ سے لڑکے خواہش سے پیتے ہیں - آپ بھی بچوں کو استعمال کرا کے (دیکھیں) آزمایش کر لیجئے ۔

قیمت فی شیشی ۱۲ ر محصول ڈاک ۴ ر

حضرت مولوی نور الدین رضہ کی نہایت ہی مجرب دوائی مقوی بدن و مقوی باہ اور

جریان و نزلہ و زکام میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے قیمت فی شیشی عہ

کھانسی سے حفاظت کرنیوالی دوائی قیمت فی ڈبیہ عہ

بواسیر کی نہایت مجرب دوائی قیمت فی ڈبیہ عہ

محافظ جنین گولیاں جن میں مشک بھی پڑتا ہے جو حمل میں بچہ کی عمدہ پرورش کرتی ہیں اور اسقاط سے حفاظت کرتی اور حاملہ کی صحت اور طاقت کو بڑھاتی ہیں قیمت ۳۲۰ گولی عہ

عرق مصفاخون جو صفائی خون میں نہایت مجرب ہے، حتیٰ کہ جذام تک کو نہایت مفید ہے قیمت فی بوتل ... عہ

المشتہر

بدر بخش احمدی قادیان ضلع گورداسپور